اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / اکیسواں اجلاس (چھٹی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9/اکتوبر 2026ء بمطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۴۸ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	08
4	رخصت کی درخواستیں۔	13
5	مشترکہ قرارداد نمبر 90۔	13
6	قرارداد نمبر 79۔	18
7	قرارداد نمبر 91۔	20

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9/اکتوبر 2026ء بمطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۴۸ھ۔

بوقت سہ پہر 3:40 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) عبدالخالق خان اچکزئی اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ آل عمران آیات نمبر ۱۳۱ تا ۱۳۴﴾

ترجمہ: اور بچو اس آگ سے جو تیار ہوئی کافروں کے واسطے۔ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو۔ اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔ جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔ صدق اللہ العظیم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ۔اِس سے پہلے کہ سیشن شروع کریں مَیں ایک announcement کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے متعلق نور محمد دُمڑ صاحب نے جو questions اُٹھائے تھے پھر اُس پر سی ایم صاحب کی طرف سے direction آئی تھی کہ کمیٹی بنائی جائے اُس پر وہ کمیٹی کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر delay ہوگئی تھی اور last session میں اپوزیشن لیڈر نے اُس کے متعلق ذکر کیا تھا پھر ہماری ایک نشست ہوئی ہے۔ اور اُس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں پڑ رہی ہے کیونکہ جو culprits تھے اُن کو سزائیں بھی ہوگئی ہیں کسی کو suspend کیا گیا ہے کسی کو اپنی ڈیوٹی سے ہٹایا گیا ہے اور جو vacancies تھیں ساری اُن کو re-advertisement کی طرف لے جا رہے ہیں تو That point is killed once and for all. Thank you very much

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 338 دریافت فرمائیں ۔ چونکہ یہ دونوں questions محکمہ صنعت وحرفت اور محکمہ ثقافت اور سیاحت کے حوالے سے ہیں ۔ یہ دونوں منسٹر حضرات موجود نہیں ہیں تو honourable چیف منسٹر صاحب! اِس پر کیا کریں۔will you reply

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): سر! Parliamentary practice تو یہی ہے کہ منسٹر صاحب خود جواب دیں اگر وہ نہ ہوں کسی مصروفیات کی وجہ سے تو اُن کے behalf پر کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا ہے۔تو میرا خیال ہے ہمارے دوست prepare ہو کر آئے ہوئے ہیں وہ ضرور اِن سوالات کے جوابات دیں گے اِس سے پہلے کہ مَیں اِس توجہ دلاؤ نوٹس کو پڑھ رہا تھا ابھی جناب عالیٰ! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نہیں ہے it is a question تو my request to the Maulana Sahab is کہ اِس کو question میں convert کر دیں اور بے شک کل ہی اِس کا جواب لے لیں لیکن اِس کو question میں convert کریں یہ توجہ دلاؤ تو it is something else. its is calling attention notice is کہ کوئی ایمرجنسی ہے urgency ہے اُس پر اُس منسٹر کی attention ہے اُس ڈیپارٹمنٹ کی attention جو ہے وہ divert کی جاتی ہے وہ اُس کے rules of business کے تحت۔ This is purely a question تو میری request ہوگی آپ سے بھی اور مولانا صاحب سے بھی آپ کے توسط سے کہ اِس کو question میں convert کر کے بے شک اگلے سیشن میں جواب لے لیں باقی یہ honourable منسٹر تیاری کر کے آئے ہیں جو supplementary questions ہوں گے اُن کے جواب

دیں گے تقاریر کے جواب تو شاید نہ دے سکیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک Thank you very much۔Thank you جی زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: اسپیکر صاحب !بات یہ ہے پہلے بھی مَیں نے دو، تین مہینے پہلے اِسی طرح منسٹر نہیں تھا ایک ڈیپارٹمنٹ کا۔ اِسی طرح اُٹھ گئے تھے جناب اسپیکر صاحب! مگر بات یہ ہے کہ جو concerned minister نہیں ہوگا سی ایم صاحب اِس کا جواب نہیں دے سکتے ۔سر! مَیں سوال کروں مگر مشکل ہے سر ڈیپارٹمنٹ کا جو منسٹر ہے ۔ سی ایم صاحب! مَیں کہتا ہوں وہ ہو جاتا آج مَیں اُس سے بہت سوالات بھی کرتا مَیں تقریر نہیں کرتا مَیں صرف سوالات point to point کر لیتا۔تو بات یہ ہے مَیں کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی honourable چیف منسٹر صاحب۔

جناب قائد ایوان: سر!self explanation میں اُنھوں نے میرا نام لیا ہے تو مَیں honourable مسٹر سے کہتا ہوں کہ اگر اُن کے supplementary questions کی satisfaction نہیں ہوتی ہے تو you have authority to send it to the committee وہاں آپ کسی بھی سوال کو آپ کمیٹی میں بھیج سکتے ہیں وہاں ممبر بھی ہیں منسٹر بھی ہیں سیکرٹری صاحب بھی ہوں گے اِن کے سوالوں کے جوابات دے دیں گے۔ so this is what the parliamentary practice is, this is what the rule say

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے done done

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! مَیں اس کا جواب دے سکتا ہوں کیونکہ یہ آپ شیڈول پہلے جاری کر لیتے ہیں ایک ہفتہ پہلے کہ فلاں منسٹر کے یہ سوالات ہیں اور فلاں محکمے کے۔ پھر بھی منسٹر صاحبان نہیں آتے ہیں یہ نہیں کہ اچانک یہ آ گئے ۔تو منسٹر صاحب نہیں آئے۔ یہ آج کی نہیں ہے یہ ایک دن کی نہیں ہے یہ روز کی practice ہم لوگوں کے ساتھ یہی ہو رہا ہے کہ جس دن سوالات ہوتے ہیں منسٹر صاحب اُس دن نہیں آتے ہیں۔آپ نے ایک ہفتہ پہلے ہی شیڈول جاری کر دیا ہے اُس میں یہی لکھا ہوا ہے کہ آج کے دن فلاں محکمے کے آج کے دن اِس محکمے کے آج کے دن اِس محکمے کے۔تو منسٹر صاحب اہمیت نہیں دیتے ہیں اِن سوالات کو بھی اہمیت نہیں دیتے ہیں شاید اسمبلیوں کو بھی اہمیت نہیں دیتے ہیں یہ ایک دن کا نہیں ہے کہ ہم ایک دن کا چلو ہم ایک دن کا کوئی attend کر لیتا ہے پھر ہم اُس سے کہے گا جی ابھی تو مجھے اِتنی information ہے آگے مجھے نہیں پتہ آگے پھر دوسرے کے حوالے کر دیں۔ پھر تیسرے کے حوالے کر دیں۔ اِس طرح نہیں ہوگا! کیونکہ یا تو پھر مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ سوالات جوابات کا سسٹم ہی ختم کر دیں کیونکہ پھر ہم یہ کہیں گے کہ جی بلوچستان اسمبلی میں یہ نہیں ہے اگر ہے تو پھر اِس کو اہمیت دینی چاہیے۔مَیں آپ سے بھی

request کرتا ہوں مَیں سی ایم صاحب سے بھی request کرتا ہوں کہ وہ اپنے وزراء کو حاضر کر دیں جس دن اُن کے سوالات ہوتے ہیں کم سے کم اُس دن تو حاضر ہو جائے ۔تو یہ ایک دن کی practice نہیں ہے یہ روز کی practice ہے جناب اسپیکر! اِس پر مَیں ابھی کیا کہہ سکتا ہوں اِس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں۔اور پہلے سے آپ نے شیڈول بھی دے دیا ہے اور شیڈول کے مطابق اگر کوئی نہیں آتا ہے تو یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

جناب اسپیکر: سر! ایک منٹ آپ hold کریں آپ کی بات درست ہے مَیں اِس کو تسلیم بھی کرتا ہوں لیکن یہ آپ کے لیول پر بھی یہی کچھ ہو رہا ہے for example اب ہم نے last session میں ایک matter refer کیا تھا S&GAD کی کمیٹی کے حوالے کیا تھا اور normally period ہوتا ہے ایک ماہ کے اندر کمیٹی نے میٹنگ کرنی ہوتی ہے اور اِس کی رپورٹ table کرنی ہوتی ہے ۔کل more than ایک مہینہ ہو گیا ہے honourable Member آپ کی کمیٹی کے جو سربراہ ہیں وہ میٹنگ نہیں کر رہے ہیں۔اب ہمارے پاس ایک ہی option ہے کہ ہم یہ کریں میرے پاس یہ اختیارات ہیں کہ within ایک ماہ کے اندر اگر وہ رپورٹ پیش نہیں کرتا تو مَیں autometically اُس کو table کرتا ہوں اور اُسی طرح as it is اُس کو پاس کر لیتے ہیں لیکن ہم بار بار request کرتے ہیں اُس کی کہ بھائی آپ میٹنگ کریں اب ایک مہینہ گزرنے کے بعد کل اُس کی اطلاع آئی ہے کہ monday کو ہم اِس پر میٹنگ کریں گے۔تو یہ دونوں چیزیں جو ہیں ناں یہ منسٹر کی غیر حاضری اور آپ کے کمیٹی ممبرز کی وہاں غیر حاضری یہ دونوں چیزیں simultaneously چل رہی ہیں تقریباً جو ہونی نہیں چاہئیں تو آپ مہربانی کر کے جتنا ہم گورنمنٹ پر stress کرتے ہیں کہ اپنے منسٹرز کو حاضر کریں آپ سے بھی request ہے کہ آپ اپنے ممبرز کو پابند کریں کہ وہ کمیٹی کی جو میٹنگ ہے اُس کو attend کریں۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! مَیں اپنے ممبرز کو پابند کروں گا نہیں ہوتا تو rule کے مطابق آپ اُس کے خلاف کارروائی کریں مَیں اُس کا favour نہیں کروں گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

جناب قائد حزب اختلاف: گورنمنٹ اپنے منسٹر کے خلاف کارروائی کرے وہ جانے اُس کا کام جانے کہ وہ کیا کرتی ہے اگر میرا کوئی چیئرمین اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا کوئی ممبر اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا آپ rule کے مطابق اُس کے خلاف لکھ لیں مَیں اُس کے خلاف کارروائی کروں گا اور مَیں خود سفارش کروں گا کہ آپ اِس کی چیئرمین شپ بھی ختم کر لیں آپ اُس کی ممبر شپ بھی ختم کر لیں۔باقی گورنمنٹ جانے آپ جانیں کیا اُس کو سزا دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: سر! ہاؤس کو ہم نے rules کے مطابق چلانا ہے normally rules کے اندر یہ ہے اگر ایک

منسٹر صاحب absent ہوتے ہیں کسی بھی وجہ سے۔ وہ چھٹی کی درخواست دیتے ہیں کوئی ایمرجنسی میں کہیں آگے پیچھے ہوجاتے ہیں تو on behalf of him کوئی بھی منسٹر جو کہ cabinet کا حصہ ہے وہ یا اُس کا جو سی ایم صاحب جس کو کہہ دیتے ہیں وہ تیاری کر کے آتا ہے اور آپ کے honourable Members کے questions کا جواب دینے کے لیے وہ پابند ہے وہ اگر satisfy نہیں ہوتا تو آپ کا ممبر مجھ سے یہ درخواست کرسکتا ہے کہ سر I am not satisfied since the minster is not arround, kindly اِس کو کمیٹی کے حوالے کردیں اُس کو بھی ہم کمیٹی میں بھجوا سکتے ہیں اُدھر جا کر بیٹھیں وہاں جا کر discuss کریں۔ اپنے question کا اگر آپ still not satisfied پھر آجائیں آپ فلور پر ہم اِس پر اِنشاء اللہ اُس کے ساتھ قانون کے مطابق اِس کو deal کریں گے anyway بس یہ ساری information کی حد تک تھی اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ زابد علی ریکی صاحب! اَب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ minister concerned سے جواب لینا چاہیں گے یا پھر جو منسٹر صاحب آئے ہوئے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: سر! سی ایم صاحب کہتے ہیں چلیں کرلیں۔

جناب اسپیکر: lets discuss it

میر زابد علی ریکی: مَیں کرلیتا ہوں ٹھیک ہے اگر آپ نے تیاری کی ہوئی ہے پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائد ایوان: زابد علی ریکی صاحب! سُنیں آنریبل اسپیکر میری تو گزارش ہوگی کہ فلپائن گئے ہوئے تھے اُن کی family وہاں پر ہوتی ہے he is back in Karachi he is comming tommorrow. so that means کہ by monday جو آپ کا سیشن ہوگا اُس میں یہ سوال۔

میر زابد علی ریکی: ٹھیک ہے سر! monday کو کرلیں۔

جناب اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب! ٹھیک ہے اِس طرح monday کو رکھ دیتے ہیں آپ کے questions محکمہ صنعت وحرفت کے متعلق question no.338 زابد علی ریکی صاحب کا، question no. 608 زابد علی ریکی صاحب 627 زابد علی ریکی صاحب کا اور 523 سید ظفر علی آغا صاحب کا یہ چاروں questions defer کیے جاتے ہیں next sitting تک۔ اور quetions no 499,500,501 زابد علی ریکی صاحب again آپ کا محکمہ ہے ثقافت وسیاحت کے حوالے سے جو زرین مگسی صاحب ہیں he is also not arround اُس کے متعلق اِسی کو بھی defer کردیں زابد علی ریکی صاحب! تینوں question آپ کے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں سر! زرین صاحب بھی نہیں آئے ہیں اِن کو بھی سر! monday کو رکھ دیں بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا question No. 499, 500 and 501 زابد علی ریکی صاحب کے محکمہ ثقافت وسیاحت سے متعلق defer کیئے جاتے ہیں next sitting تک۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹسز۔**

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔جیسے سی ایم صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال ہے ویسے اسمبلی قواعد کے جومطابق یہ توجہ دلاؤ نوٹس اور سوال میں 20,19 کا فرق ہے زیادہ وہ نہیں ہے،تو اِس لیے آپ بھی توجہ دلاؤ نوٹس کا سوال کریں بھی جملہ کہا۔

جناب اسپیکر: آپ اُس کو question کی شکل میں لانا چاہتے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں میں یہی پیش کروں گا۔

جناب اسپیکر: ok

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: وزیر برائے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب۔

جناب اسپیکر: normally مولانا صاحب! میں آپ کو تھوڑا سا ایک وہ update کر دیتا ہوں better understanding کے لیے تاکہ سب لوگوں کو اِنفارمیشن بھی ہو یہ آپ سن لیجئے گا توجہ دلاؤ نوٹس کا مطلب کیا ہے۔ کوئی رکن اسپیکر کی اجازت سے صوبے میں عوامی اہمیت کے حامل کسی بھی معاملے کے حوالے سے ایک توجہ دلاؤ نوٹس کے ذریعے متعلقہ وزیر کی توجہ مبذول کرا سکتا ہے۔ٹھیک ہے سر! آپ اپنی first line یاد رکھیئے گا کوئی بھی رکن اسپیکر کی اجازت سے صوبے میں عوامی اہمیت کے حامل کسی بھی معاملے کو توجہ نوٹس سے مراد ایسا نوٹس جس کے ذریعے عوامی اہمیت کے کسی معاملے پر خصوصی سوال اُٹھایا جا سکے توجہ دلاؤ نوٹس اِس مقصد کے لیے مخصوص دن کی نشست کے آغاز سے کم از کم 24 گھنٹے قبل متعلقہ وزیر کو سوال کی صورت میں مخاطب کرتے ہوئے سیکرٹری کو تحریری طور پر دیا جائے گا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: یہ چیز صرف آپ کی انفارمیشن کیلئے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: خصوصی سوال مطلب خصوصی سوال ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جزاک اللہ۔ وزیر برائے محکمہ پلاننگ اور ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواؤں گا کہ چائنا پاک اِکنامک کوریڈور (CPEC) کے تحت بلوچستان میں کل کتنے منصوبے شروع کیے

گئے تھے؟ اُن میں کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور ہر مکمل منصوبے کا شعبہ، لاگت، شروع اور مکمل ہونے کی تاریخ نیز سی پیک فیز ٹو میں کون کون سے منصوبے بلوچستان میں شامل ہیں اور کب تک مکمل ہوں گے؟ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی on behalf of Minister P&D نور محمد دُمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ خوراک): شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ میرے سامنے کچھ documents ہیں میں P & D منسٹر کے behalf پر انکی طرف سے میں یہ تھوڑی سی لمبی چوڑی لسٹ ہے بہرحال اگر آپ کہتے ہیں اجازت دیں کہ میں پڑھ لوں اِس کو۔

جناب اسپیکر: پڑھ لیں پڑھ لیں۔

وزیر محکمہ خوراک: سر! یہ کہتے تھے، کلپ شپ منصوبہ ہے جس کا مقصد بنیادی BRI سی پیک چین کے Belt and Road Initiative توانائی صنعتی اور سماجی اقتصادی ترقی کے منصوبوں کے network کے ذریعے علاقائی رابطوں کو بہتر بنانا ہے بحیرہ عرب پر گوادر بندرگاہ کے strategic محل وقوع کی وجہ سے بلوچستان سی پیک کا جغرافیائی مرکز ہے۔ سی پیک میں بلوچستان کا کل حصہ تقریباً 7.1 بلین ڈالر ہے جس میں استعمال ہو چکے ہیں تقریباً 3.2 بلین ڈالر فیز ٹو میں پھر ظاہر ہے بلوچستان میں مکمل شدہ سی پیک منصوبے۔ ہاں یہ بھی ایک بات ہے اگر پراپرٹی بنالیں لوگوں کو دے دیں میرے پڑھنے کے بجائے اگر یہ خود پڑھیں بڑی لمبی چوڑی لسٹ ہے اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی، جی پلیز۔ نہیں کیسے بولیں گے پڑھ ہی نہیں رہے، پڑھ رہا ہے اِس کو۔ Order in the House please, Order in the House please۔ جی please۔

وزیر محکمہ خوراک: سر! یہ اگر property of the House بناتے ہیں تو سب کو کاپیاں مل جائیں میرے پڑھنے کے بجائے خود اگر پڑھ لیں آپ کہتے ہیں آپ پڑھ لیں۔

جناب اسپیکر: جی؟

وزیر محکمہ خوراک: property of the House اگر کر لیں۔ تو یہ سب کو کاپیاں مل جائیں گی آپ کہتے ہیں میں پڑھ لوں۔

جناب اسپیکر: آپ پڑھ لیں۔

وزیر محکمہ خوراک: اچھا جی سر! یہ صورتحال منصوبے کا نام نمبر شمار۔

جناب اسپیکر: ok آپ اس طرح کریں mover کو ہم دے دیتے ہیں جی صاحب مولانا ہدایت رحمٰن صاحب!

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں! یہ میں نے تو پڑھا نہیں ہے لیکن مجھے پتہ ہے اِس میں کیا ہوگا ویسے مجھے دے دیں۔

وزیر محکمہ خوراک: آپ کو کیسے پتہ ہے؟

جناب اسپیکر: اِس کی کاپی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مجھے سی پیک کا پورا بلوچستان کا پتہ ہے کہ فیز ون میں فیز ٹو میں بلوچستان میں کیا کیا ہوا ہے مجھے پورا پتہ ہے۔ میں اِتنا لاعلم بھی نہیں ہوں ہمیں پتہ ہے فیز ون میں بتائیں سی پیک کا کونسا پراجیکٹ ہے ویسے آپ ہم سب بلوچستان کے لوگ ہیں اِس میں کاغذ کی کوئی ضرورت نہیں کوئی وزیر اُٹھ کے بتائیں کہ فیز ون میں فلاں project ہے مجھے بتا دیں اور فیز ٹو میں بھی کوئی بتا دے کہ پراجیکٹ کی بات ہو رہی ہے یہ کوئی موبائل تو نہیں ہے کہ کسی کو پتہ نہیں ہے۔ فیز ون کے سی پیک کی بات ہو رہی ہے فیز ٹو کی بات ہو رہی ہے سب کو زبانی یاد ہونا چاہیے یہ documents کی کتاب نہیں جیسے میں لاہور کا بتا سکتا ہوں orange train۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ اِس کو۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سُنیں اسپیکر صاحب! جیسے میں بتا سکتا ہوں لاہور سے اسلام آباد موٹروے، جیسے میں بتا سکتا ہوں اسلام آباد سے ملتان موٹروے، اِس طرح میرا کوئی وزیر کھڑا ہو جائے کہ فیز ون میں فلاں مکمل ہوا ہے فیز ٹو فلاں مکمل ہوا ہے تا کہ کوئی کاغذ کی ضرورت نہیں رہے مطمئن ہو کے بیٹھ جاؤں گا۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں پلیز۔ آپ کو یہ سب کو یا ٹیبل کر دیں یا سارے honorable ممبرز کو۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: لیکن یہ کہ مجھے بتائیں لیکن مجھے کوئی وزیر کھڑے ہو کے بتائے کہ فیز ون میں فلاں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: فیز ٹو میں فلاں ہے بس میں مطمئن ہو جاؤں گا۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! مولانا صاحب یہ ہم نے ابھی ٹیبل کیے سب honorable ممبرز کے لیے آپ بھی پڑھ لیجئے گا اور اگر still آپ کے وہ جو questions ہیں وہ answer نہیں ہوتا تو آپ اِس کو پھر دوبارہ question کی شکل میں لائیں اور by that time منسٹر P&D بھی حاضر ہوں گے اور وہ آپ کو مکمل بریف کر دیں گے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پھر دوبارہ میں اس کی بات کروں؟

جناب اسپیکر: جی ہاں بالکل دوبارہ آپ پڑھیں اِس کو، پہلے پڑھیں اگر پھر بھی آپ کا question answer نہیں ہوتا دوبارہ پھر آپ لے آسکتے ہیں اِس کو تقریباً۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِس کے بعد میں آخر میں مجھے بات کرنے کی پھر اِس میں۔

جناب اسپیکر: بالکل ٹھیک ٹھیک۔۔(مداخلت) نہیں نہیں وہ آج نہیں آج نہیں آپ اِس کو پڑھیں اگر آپ اِس سے satisfied نہیں ہوتے تو آپ اِس کو question کی شکل میں دوبارہ لے آئیں کہ سر! اُس دن میں نے توجہ دلاؤ نوٹس میں پیش کیا تھا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مطلب اِس جواب پر دوبار میں توجہ دلاؤ نوٹس لاؤں گا؟ ڈھائی سال بچ گئے توجہ کا کام کریں تھوڑا سا۔ابھی اس میں دوبارہ میں توجہ دلاؤں؟

جناب اسپیکر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کیا کریں پھر اِس پر؟ میں نے کہا منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں ویسے توجہ کے لیے توجہ دلاؤ نوٹس ہے ناں مجھے زیادہ بحث وغیرہ کرنی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ ہو گیا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: لیکن مجھے کوئی وزیر صاحب ایک سوال ہے ویسے کوئی بندہ یہ ہمارے سب بلوچستان کے لوگ ہیں کھڑے ہو کے بتائیں پھر ایک دو project بتائیں کہ فیز ون میں فلاں ہے فلاں ہے اور فیز ٹو فلاں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کو۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہم پنجاب کے لوگ نہیں ہیں لیکن پنجاب کے سی پیک کے تمام پراجیکٹ ہمیں یاد ہیں۔

جناب اسپیکر: question clear ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہم بلوچستان کے لوگوں کو بلوچستان کے کیوں یاد نہیں ہیں؟

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! آپ کا question بالکل کلیئر ہے اِس میں دو رائے نہیں ہیں میں نے کہا آپ جو آپ کے سامنے پڑا ہے اِس کو آپ پڑھیں next سیشن میں monday والے دن منسٹر صاحب پی اینڈ ڈی آ جائیں گے وہ آپ کو اِنہی دو الفاظ کے تحت آپ کو بتائیں گے کہ کون سے پراجیکٹ مکمل ہوئے ہیں بلوچستان میں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: صحیح۔میں ابھی چند دیکھیں میرے خیال میں یہ وزیر اعلیٰ ہاؤس بھی اِس میں ڈالنا تھا سی پیک میں۔ایسے ایسے پراجیکٹ ڈالے ہیں کہ گورنر ہاؤس بھی سی پیک میں بنا ہے۔میں پڑھتا ہوں میں پھر اِس میں بات کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: چلیں Thank you thank you۔میر زابد علی صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔وزیر برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول

کراؤں گا کہ واشک کو ضلع کا درجہ 2005ء میں دیا گیا ہے۔لیکن 22 سال کا عرصہ گزرنے کی باوجود جو ضلع واشک میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا کوئی دفتر اور نہ ہی کوئی ملازم ہے اور نہ ہی اِس بابت کوئی خاطر خواہ اقدامات اُٹھائے گئے ہیں۔ جو کہ ضلع واشک کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی اور ناانصافی کے مترادف ہے۔لہٰذا ضلع واشک میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر فعال نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب اسپیکر: ویسے میں ایک چیز add کردوں کہ یہ جوزابدعلی ریکی صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے، یہ توجہ دلاؤ نوٹس نہیں بنتا کیونکہ یہ کوئی ایسا ایشو نہیں ہے جس کے متعلق یا تو ایڈمنسٹریشن کو ناں پتہ ہو یا پھر صوبائی اسمبلی کو ناں پتہ ہو یہ کسی حد تک ہماری اسمبلی کے اسٹاف کی بھی نااہلی ہے کہ وہ اِس کو توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق لائیں anyway آپ reply کریں منسٹر صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): شکریہ!جناب اسپیکر صاحب! میرے معزز دوست جو یہاں آج توجہ دلاؤ نوٹس لے آیا ہے اِس میں ہمارے 41 ٹوٹل ڈسٹرکٹس ہیں جن میں ہمارے تقریباً 26 جو ڈسٹرکٹس ہیں اِس وقت فعال ہیں اگر اِسی حوالے سے کیونکہ ایکسائز کا مطلب ہے کہ ہم محصولات اور پراپرٹی ٹیکس لے لیتے ہیں اگر اِسی حوالے سے ہمارے MPA صاحب یا دوست جو اِس حوالے سے کہنا چاہیں گے تو ہم اِس کے ساتھ بیٹھیں گے۔ واشک کے حوالے سے اِس کے ساتھ جو جو انکے تحفظات ہیں یا وہ خود کرنا چاہتا ہے سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ڈی جی صاحب بیٹھ جائیں گے اِن کا مسئلہ حل کردیں گے۔

جناب اسپیکر: زابدعلی ریکی صاحب۔

میرزابدعلی ریکی: محمد خان صاحب کہتے ہیں تو ٹھیک ہے Monday کو اِس کے آفس میں جاکے سیکرٹری اور ڈی جی کو بلاکر اِس مسئلے پر بیٹھ کے بات کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں بالکل۔

میرزابدعلی ریکی: جی ہاں بالکل۔

جناب اسپیکر: یہ ٹھیک ہے منسٹر صاحب؟

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: ٹھیک ہے سر!۔

جناب اسپیکر: آپ اِنکے ساتھ بیٹھیں ذرا سیکرٹری صاحب کو بھی بلائیں تاکہ اِنکا یہ مسئلہ حل ہو۔thank you

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار کوہیار خان ڈومکی صاحب ،جناب ظفر علی آغا صاحب، جناب اشوک کمار صاحب،اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد یں۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم ڈپٹی اسپیکر صاحبہ، ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی مشیر وزیر اعلیٰ،محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ،محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ،محترمہ صفیہ بی بی اور محترمہ سلمٰی بی بی اراکین بلوچستان اسمبلی و یمن پارلیمانی کاکس میں سے کوئی ایک محرکہ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 90 پیش کریں۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): **مشترکہ قرارداد نمبر 90۔** جناب اسپیکر صاحب! ہرگاہ کہ بلوچستان معذور افراد کے حقوق کے تحفظ اور اِن کی معاشرے میں موثر شمولیت کے لیے جامع قانون سازی کرنے والا پہلا صوبہ ہے۔جس نے بلوچستان معذور افراد کے حقوق کا ایکٹ، 2017ء کو نافذ کیا اور مذکورہ ایکٹ کا بنیادی مقصد معذور افراد کی مکمل اور موثر شمولیت۔ان کے حقوق کا تحفظ،مساوی مواقع کی فراہمی اور اِنہیں معاشرے میں باعزت اور خودمختار زندگی گزارنے کے قابل اور تعلیم ،فنی و پیشہ ورانہ تربیت ،روزگار، معاون سہولیات اور ادارہ جاتی تحفظ فراہم کرنا تھا۔لیکن تاحال وہ اِن سہولیات سے محروم ہیں۔ چونکہ بصارت اور سماعت سے محروم بچوں کی تعلیم اور وتربیت کے لیے بریل یعنی (اشاروں کی زبان) معاون ٹیکنالوجی سمت شناسی اور نقل وحرکت کی تربیت جیسی مخصوص سہولیات ناگزیر ہیں۔ اِن سہولیات تک بروقت اور یکساں رسائی ان بچوں کے مستقبل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ بصارت اور سماعت سے محروم بچوں کے لیے بریل سلیٹس ، بریل تعلیمی مواد،اسکرین ریڈنگز سافٹ ویئر،معاون کمپیوٹرز اور اشاروں کی زبان پر مبنی تعلیمی مواد کی فراہمی کو موجودہ سرکاری پروگراموں کے ذریعے یقینی بنایا جائے۔اور ساتھ ہی اساتذہ کی تربیت کے موجودہ نظام میں بریل پاکستانی اشاروں کی زبان۔ معاون ٹیکنالوجی اور خصوصی تعلیم ،تعلیمی ضروریات سے متعلق عملی تربیت کو باقاعدہ شامل کیا جائے۔ مزید براں بی ٹیوٹا کے ذریعے بصارت اور سماعت سے محروم نوجوانوں کے لیے لیے کمپیوٹر لٹریسی ،ٹرانسکرپشن، سلائی، دستکاری اور دیگر قابل روزگار ہنرز پر مشتمل خصوصی فنی تربیتی پروگرام شروع کرنے کی بابت عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔ اور بلوچستان معذور افراد کے حقوق کے ایکٹ 2017ء کے تحت مقررہ پانچ فیصد ملازمتوں کے کوٹہ پر موثر عمل درآمد کو یقینی

بنانے کے لیے باقاعدہ نگرانی اور رپورٹنگ کا نظام وضع کیا جائے۔ تاکہ بصارت اور سماعت سے محروم بچوں کو تعلیم، ہنر، خود انحصاری اور باعزت روزگار کے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔ تاکہ وہ معاشرے کے فعال بااختیار اور مفید شہری کی حیثیت سے اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 90 پیش ہوئی کیا محرکین اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی شاہدہ رؤف صاحبہ!

محترمہ شاہدہ رؤف: بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔ جو آج ہم قرارداد لے کر آئے ہیں اور اس ایوان میں جن لوگوں کے بارے میں بات کریں گے سر! یہ ہمارے معاشرے کا وہ حصہ ہے جو ہماری خصوصی توجہ چاہتے ہیں۔ مجھے خوشی ہو رہی ہے یہ کہتے ہوئے کہ بلوچستان نے lead لی۔ اور سارے پاکستان میں اِن خصوصی افراد کے لیے قانون سازی کی 2017ء میں۔ لیکن جہاں میں اس ہاؤس کو اس چیز کا کریڈٹ دیتی ہوں کہ ہم پورے پاکستان میں یا تمام اسمبلیوں میں پہلی اسمبلی تھی جنہوں نے persons with disabilities کے لیے ایکٹ 2017ء میں وہ نافذ کیا تھا۔ وہیں پر اس کریڈٹ کو دینے میں ساتھ افسوس بھی یہ کروں گی کہ ایک دہائی گزرنے کے بعد بھی ہم یہاں اُس ایکٹ کے جو ثمرات تھے یا وہ جو ہم اُس سے حاصل کرنا چاہتے تھے results ہم وہ نہیں کر پائیں۔ سر! میں بار ہا اس ہاؤس میں کھڑے ہو کے یہ کہتی ہوں کہ ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم قانون سازی کریں۔ لیکن قانون سازی کرنے کے بعد جو ہم پر دوسری ذمہ داری ہے وہ اُس قانون سازی کو نافذ العمل کرنا اور اُس قانون سازی سے result حاصل کرنا یہ بھی ہمارے ہی کام کا حصہ ہے۔ تو جہاں 2017ء میں ہم ایک قانون بنا چکے جو اپنی نوعیت کا بہت بہترین قانون ہے جس کے اندر آپ بصارت سے سماعت سے محروم نوجوان ہیں ہمارے بچے ہیں نابینا بچے ہیں اُن کی ایجوکیشن کے حوالے سے اُن کی ہیلتھ کے حوالے سے سرکاری ملازمتوں میں persons with disabilities کے کوٹہ کے حوالے سے یہ ساری چیزیں 2017ء کے ایکٹ کے اندر already ہیں۔ لیکن آج ہم دس سال گزرنے کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہیں اور اس حکومت کی توجہ چاہتے ہیں کہ خدارا آپ ایک بہت اچھی قانون سازی کر چکے ہیں۔ لیکن اُس پر آپ نے عمل درآمد کیسے کرنا ہے۔ سر! ابھی تک ہمارے جتنے بھی persons with disabilities ہیں ہم اُن کو وہ سہولیات مہیا نہیں کرسکیں۔ جس کے اندر آپ دیکھ لیں نابینا افراد کی تعلیم کے لیے آپ کو اسپیشل جو equipments چاہئیں اُن کے لیے جو books چاہئیں جن کو آپ بریل بکس کہتے ہیں سلیٹس کہتے اس کے علاوہ آپ کے جو نابینا یا قوت سماعت سے یا گویائی سے محروم افراد ہیں اُن کیلئے آپ کو ایک sign language کی طرف جانا پڑتا ہے۔ تو ہم اپنے تعلیمی اداروں کے اندر یہ چیزیں provide کرنے میں ابھی تک ناکام رہے ہیں۔ اسی طرح اس ہاؤس کی توجہ چاہوں گی کہ ہمارے سرکاری جتنے بھی ادارے ہیں اُن کے اندر بھی

پانچ فیصد کا جو کوٹہ ہے وہ بہت معذرت کے ساتھ ۔ہم ابھی بھی اُس کو achive نہیں کر سکے ہیں۔ قائدایوان بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں ہمارے منسٹرز حضرات بھی ہیں اور آپ کے throughاس پورے ہاؤس سے میری یہ requestہوگی کہ خدارا اس قانون سازی کو جو ہم بہت اچھا کریڈٹ لے چکے ہیں اُس کو implement کروانے تھوڑا سا ہم اپنی efforts لگائیں تا کہ اُس کا رزلٹ آئے۔سر! اس میں ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ جو ہمارے بی ٹیوٹا کے throughہماری ایک suggestion ہے آپ سب کو کہ بی ٹیوٹا کے through جتنے بھی vocationalاور technical programsہیں اُن کو ہم لاگوں کر کے اپنی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں۔تو میری سی ایم صاحب سے بھیrequestہوگی اور آپ کے throughاس ہاؤس سے ہوگی کہ اس قرارداد کو ضرور منظور کریں۔اور اس پر ہمیں جو کام کرنے کی ضرورت ہے اُس طرف آئیں تا کہ ہم اس کا وہ کر سکیں۔اسی چیز سے میں دو بچیوں کا نام لینا چاہوں گی کہ جو اپنے research work کر رہی ہیں اور ہم نے اُن کے research paperپڑھے ہیں۔جس کے اندر(ایشال ایمن اور حنا) یہ دو بچیاں ہیں جنہوں نے بڑی researchکی ہے اس معاملے پر اور اِن کے research paper کو دیکھتے ہوئے ہی پھر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس طرف آئیں اور گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلائی جائے۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔محترمہ قرارداد بھی ویسے ہاؤس اس موڈ میں ہے کہ اس کو منظور کر رہا ہے۔ویسے اگر آپ نئی بات کرنا چاہتے ہیں تو ضرور لیکن repetitionنہ کریں kindlyجو ابھی باتیں ہوئی ہیں something new.جی ہاں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: ویسے thank you جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: کچھ suggestions تھیں۔

جناب اسپیکر: جی، جی بالکل۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جو میں suggestions دینا چاہ رہی تھی اور repetition میرے خیال سے بالکل نہیں ہوگی۔کیونکہ یہ بہت ہی اہمیت کی حامل قرارداد ہے اور جس طرح میری بہن شاہدہ رؤف نے کہا کہ 2017ء میں قانون پاس ہو چکا ہے اور اِس مسئلے کی طرف ہم سب کی توجہ بہت ضروری ہے کہ اسمبلی سے resolutions پاس ہوتی ہیں بلز پاس ہوتے ہیں لیکن اصل مسئلہ ہمارا implementation کا ہے اور پھر میں تو یہ کہتی ہوں کہ یہ جو ہم کہتے ہیں کہ persons with disability ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ persons with different abilitysاور اِن کے

اندر بہت سی خصوصیات ہوتی ہیں تو یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اِن کی جو qualities ہیں اُنہیں بروئے کار کیسے لے کر آئیں۔تو جناب اسپیکر! کچھ suggestions میں نے note down کی تھیں کہ جس طریقے سے جو ہمارے بچے ہیں اور جو بینائی سے محروم ہیں اور اِسی طریقے سے جو معذور افراد ہیں اُن کے لیے جو تعلیم ہے ایک محض سہولت نہیں ہے بلکہ یہ اُن کی بنیادی ضرورت ہے تو خصوصی بچوں کے لیے braille system اور braille کتب کی جو دستیابی ہے اُسے حکومت کو یقینی بنانا چاہیے sign language کے ماہر اساتذہ اور جو ترجمان ہیں وہ فراہم کرنے چاہیے اور اِسی طریقے سے جو اساتذہ ہیں اُن کی ٹریننگ بھی بہت ضروری ہے۔ایک بہت اہم جو ایشو ہے میں وہ یہاں ضرور کہوں گی کہ جو عوامی مقامات ہیں ان تک جو رسائی ہے معذور افراد کی یا سرکاری ادارے ہیں یا تعلیمی ادارے ہیں یا کوئی بھی offices ہیں وہاں آپ دیکھیں کہ جو rhymes بنتے ہیں معذور افراد کے لیے وہ بھی نہیں ہیں۔تو جناب اسپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جو ایک مہذب اور ترقی یافتہ معاشرہ ہوتا ہے اُس کی پہچان ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے خصوصی یا محروم افراد کی جو خدمت ہے یا اُن کی مدد ہے وہ کس طریقے سے کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you

محترمہ فرح عظیم شاہ: تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے اور اِس پر توجہ بھی کرنی چاہیے اور implementation بھی ہونا چاہیے۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ولی محمد صاحب! منسٹر سوشل ویلفیئر آپ تھوڑا سا اس پر بولیں۔

جناب ولی محمد نورزئی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ سوشل ویلفیئر): اعوذ باللہ منّ الشّیطن الرّجیم۔بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ سب سے پہلے تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں یہ بہت اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔لیکن جو اِس گورنمنٹ نے معذروں کے حقوق کے لیے کام کیا ہے اصل میں پچھلے 70 سالوں میں اتنا کام نہیں ہوا ہے کہ ہمارے سی ایم سرفراز بگٹی صاحب نے جو دن رات محنت کر کے اور ہمارے معذور افراد کے لیے کام کیا ہے اور کمک پروگرام کے توسط سے جو کمک پروگرام کو launch کیا ہے اُس کے توسط سے جو کام ہو رہے ہیں اور دن رات معذوروں کے لیے کام ہو رہے ہیں۔تو ہمارے خیال میں یہ پچھلے 70 سال میں اتنا کام نہیں ہوا ہے۔کیونکہ قرارداد میں جو چیزیں mention کی ہیں کہ یہ چیزیں ہونی چاہئیں already اِس پر کام ہو رہے ہیں کیونکہ اشاروں کی زبان پر ہمارے اسکولز چل رہے ہیں ہر ڈسٹرکٹ میں ایک ایک سینٹر چل رہا ہے اور ہمارے ہائی اسکول بھی چل رہے ہیں اس میں اِدھر کوئٹہ میں، کوئٹہ میں کئی جگہوں پر اور بھی اسکول ہیں سیٹلائٹ ٹاؤن میں ہے نواں کلی میں ہے سریاب میں ہے اور بروری میں ہائی اسکول ہے اور اِس کو ہمارے خیال میں اِس دفعہ این جی اوز کے توسط سے ہم لوگوں نے اِس طرح PPF کے توسط سے اِس طرح بنا دیا ہے کہ ہمارے

خیال میں پورے پاکستان میں اِس طرح اسکول نہیں بنا ہے۔تو سرفراز بگٹی کو اس کا صلہ جاتا ہے کیونکہ اُس نے دن رات محنت کر کے کہ ہر ہفتہ معذوروں کے توسط سے اُس نے میٹنگ بلائی ہے اُس نے یہ کام کیا ہے اسی طرح جو software ہے اس پر کام ہو رہا ہے اور معاونین کمپیوٹر اس پر کام کر رہے ہیں اسی طرح کمپیوٹر تعلیم پر لوگ کام کر رہے ہیں کیونکہ این جی اوز کے توسط سے۔ہم لوگ اور اِسی طرح ٹیچرز کی جو ٹریننگ ہے اِسی طرح این جی اوز کے اس پر کر رہے ہیں کہ ہم لوگ ٹریننگ دے رہے ہیں اپنے اساتذہ کو trained کر رہے ہیں تقریباً سالانہ ہمارے 120 ٹیچرز پورے بلوچستان کے کہ اُن کی جو ٹریننگ ہو رہی ہے تا کہ ہمارے معذور جو ہمارے نابینا لوگ ہیں جو ہمارے معذور بچے ہیں اُن کے لیے ٹریننگ ہو رہی ہے کہ اُن کی اچھا پڑھائی کریں۔اُن کو سبق اور ان کو معاشرے کے مہذب بچے بنائیں اور مہذب لوگ بنائیں اور اِسی طرح دستکاری پروگرام ہمارے چل رہے ہیں کہ اُس پر جو ہماری بچیاں کام کر رہی ہیں اور دستکاری میں ہمارے بچے کپڑے بنا رہے ہیں اور جو شوز بنا رہے ہیں مختلف ادارے چل رہے ہیں کہ اُس میں وہ چیزیں چلیں خصوصی funny پروگرام چل رہے ہیں اور کمک پروگرام کے توسط سے ہمارے wheelchair کے پروگرام چل رہے ہیں اور سکیورٹی ہم لوگ بچوں کو دے رہے ہیں بچیوں کو دے رہے ہیں مختلف کالجوں میں ہمارے پروگرام ہو رہے ہیں۔اور میں ایک اور درخواست کرتا ہوں کہ ہماری جتنی خواتین ممبرز ہیں اِن سے بھی میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ آجائیں ایک visit کریں ہمارے اسکولوں کی آپ بھی ایک کوئی اچھا سا مشورہ دے دیں کہ آپ لوگوں کے توسط سے ہم لوگ کوئی اچھا پروگرام اور بھی شروع کریں اور اسی طرح موٹر سائیکل ہم لوگ دے رہے ہیں کمک پروگرام کے توسط سے۔تو اس کا بھی گورنمنٹ کو صلہ جاتا ہے اور ہمارے ان ممبروں کو جاتا ہے اسمبلی کو جاتا ہے اور پورے بلوچستان کو جاتا ہے کیونکہ جتنا کام بلوچستان اسمبلی نے کیا ہے اور سی ایم صاحب نے کیا ہے یہ ہمارے خیال میں پورے پاکستان میں اور جگہ پر نہیں ہوا ہے جتنا کام معذوروں کے لیے بلوچستان حکومت نے کیا ہے۔اور ایک یہ چیزیں جدید ٹیکنالوجی ہے AI کے تحت اِس پروگرام کو ہم لوگ پورے بلوچستان میں transparency اور شفاف طریقے سے عوام کو آسانی سے چیک کر سکتے ہیں کہ جدھر بھی ہے یہ چیک کرتا ہے تو اُسی طرح اِس کمک پروگرام کا form وہ ہر جگہ سے load کر سکتا ہے خدا کرے وہ چمن میں ہو حب چوکی میں ہو تربت میں ہو یا ژوب میں ہو ہر جگہ سے بچے اِس کا پروگرام بھی دیکھ سکتے ہیں اور ہر جگہ سے اُس کو upload بھی کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ سوشل ویلفیئر: تو انشاءاللہ یہ اچھا پروگرام ہے پھر بھی۔۔۔

جناب اسپیکر: یعنی آپ اِس قرارداد کی حمایت بھی کرتے ہیں اور یہ یقین دہانی بھی کراتے ہیں کہ عمل درآمد بھی ہو رہا

ہے اور ہوگا بھی۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ سوشل ویلفیئر: اور ہوگا بھی انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 90 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 90 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 79 پیش کریں۔ زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ ہرگاہ ضلع واشک میں ٹریفک حادثات اور دیگر ہنگامی طبی صورتحال سے نمٹنے کے لیے کوئی ٹراما سینٹر موجود نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی محترمہ! آپ question answer آپکو cross question کی ضرورت تو نہیں ہے ناں آپ نے suggestion پیش کی۔۔۔(مداخلت) قرارداد پاس ہوگئی ہے۔ میڈم قرارداد پاس ہوگئی ہے قرارداد پاس ہوگئی آپ نے جو کچھ کہا تھا اُس پر عمل درآمد ہوگا۔ جی

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! میں شکریہ ادا کرتی ہوں کہ قرارداد کو پاس کیا گیا میں صرف آپ سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے جن ممبرز نے قرارداد پیش کی تھی وہ اِس پر بات کرنا چاہتی تھی آپ نے اُنہیں بات کرنے کا موقع بھی نہیں دیا اور جب میں بھی کھڑی ہوئی تو تب بھی آپ نے مجھے پہلے ہی ٹوک دیا۔ تو میں یہ اِس لیے آپ سے کہہ رہی ہوں کہ پلیز۔ جناب اسپیکر! کم از کم خواتین کو بولنے تو دیا کریں آپ۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے محترمہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: اور اگر آپ جو بھی جواب دیں آپ اُن سے last میں جواب لیتے۔

جناب اسپیکر: محترمہ! ذرا سنیں ایک منٹ کے لیے قرارداد آپ نے جب پیش کی اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ ہاؤس کو convince کریں تاکہ ہاؤس آپ کی قرارداد کی حمایت کرے جب ہاؤس تیار ہے آپ کی قرارداد کی حمایت کر رہا ہے اور آپ نے بول بھی لیا اُس پر تو اُس کے بجائے آپ دوسروں کی کیوں تقریباً تبلیغ کرتے ہیں کہ کسی نے بولنا تھا یا نہیں بولنا تھا ضرورت تو نہیں آپ نے بول لیا ہے تو that's it میرے پاس پرچی بھی کسی کی نہیں آئی اور نہ کسی نے کہا ہے کہ میں بولنا چاہتی ہوں تو تشریف رکھیں قرارداد آپ کی پاس ہوگئی اُنہوں نے یقین دہانی کرا دی ہے۔ زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: **قرارداد نمبر 79۔** ہرگاہ کہ ضلع واشک میں ٹریفک حادثات اور دیگر ہنگامی اور طبی صورتحال سے نمٹنے کے لئے کوئی ٹراما سینٹر موجود نہیں ہے۔ اس بنیادی سہولت کے فقدان کے باعث شدید زخمیوں اور دیگر مریضوں کو فوری طور

پر طبی امداد فراہم نہیں ہو پاتی اور انہیں طویل مسافت طے کر کے کوئٹہ منتقل کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے متعدد مریض راستے ہی میں دم توڑ دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ ضلع واشک کا جغرافیائی محل وقوع دور افتادہ ہونے اور طویل سفری فاصلے کے باعث ہنگامی طبی امداد کی سہولیات کی عدم دستیابی عوام کے لئے شدید مشکلات اور تشویش کا باعث بن چکی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ضلع واشک میں ٹراما سینٹر کے قیام اور تعمیر کو ترجیحی بنیادوں پر یقینی بنائے۔ تاکہ قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع کو روکا جاسکے اور عوام کو بنیادی صحت کی سہولیات میسر آسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 79 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب زابد علی ریکی: جی جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد لانے کا مقصد یہ تھا Trauma Center کا۔ جناب اسپیکر صاحب! بیسیمہ ناگ کہتے ہیں CPEC روڈ ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ بیسیمہ، ناگ، واشک کا area ہے یہاں سے پنجگور، تربت، گوادر یہاں ہر دن حادثات ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ لیکن وہ پچھلے سال تھا یا دو سال پہلے جناب اسپیکر صاحب! گوادر سے بس آرہی تھی بیسیمہ کے مقام پر بس میرے خیال سے کسی جگہ گر گئی تو وہاں 50، 60 انسانی جانیں ضائع ہوگئیں جناب اسپیکر صاحب! at a time تو اس طرح یہ حادثات ہوتے رہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! تو میں کہتا ہوں بیسیمہ سے آپ کا خضدار بھی جاتا ہے، بے سیمہ سے سوراب، کوئٹہ، قلات بھی جاتا ہے یہ main junction point ہے جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب اور باقی وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ منسٹر ہیلتھ بخت صاحب یہاں موجود نہیں ہیں کاش وہ یہاں ہوتے، اہم قرارداد ہے۔ تو اسی وجہ سے جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں سی ایم صاحب بیٹھے ہیں میں ان سے request کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ناگ اور بیسیمہ میں ایک جگہ میں ایک Trauma Center ہو جائے تو بہتر ہے دن بدن traffic حادثات ہو رہے ہیں۔ تو اس حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! میں سی ایم صاحب سے اس ایوان سے کہ Kindly وہاں اگر Trauma Center ہو جائے یہ آپ کا main route ہے جناب اسپیکر صاحب! اس کو CPEC Road کہتے ہیں یہی road ہے آپ کا تربت، پنجگور، گوادر پھر کراچی جاتا ہے تو میں کہتا ہوں وہاں اگر Trauma Center ہو جائے پانچ beds کا دس beds کا کم سے کم انسانی جانیں ضائع ہونے سے بچ جائیں ان کو جلدی سے treatment مل جائے حادثات ہوتے رہتے ہیں اس حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! میں یہ قرارداد لایا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

جناب زابد علی ریکی: اور سی ایم صاحب سے دست بستہ اپیل بھی کرتا ہوں یہ main route ہے یہ اجتماعی کام ہے میرا ذاتی کام نہیں ہے۔ تو انسان کا ضائع ہونا بچ جانے سے بہت بڑا ثواب ہے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you very much Honorable Members please order in the house تھوڑا سا خیال رکھیں۔آیا قرارداد نمبر 79 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 79 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 91 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔**قرارداد نمبر 91**۔ ہرگاہ کہ وطن وعزیز پاکستان میں ایک جانب مہنگائی نے عام شہریوں کے لیے زندگی اجیرن بنا دی ہے تو دوسری جانب امریکہ ایران تنازعہ کی وجہ سے مہنگی پیٹرولیم مصنوعات نے لوگوں کی زندگی مزید مشکل بنا دی ہے۔ واضح رہے کہ حکومت کی جانب سے اصل قیمت کے علاوہ پیٹرولیم Levy اور دوسری مدات میں وصولیاں افسوسناک ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق پیٹرول کی اصل قیمت مع Custom Duty 238.70 روپے بنتی ہے جبکہ حکومت کی جانب سے اس قیمت کے علاوہ پیٹرولیم 80 Levy روپے، ماحولیاتی 5 Levy روپے جبکہ مختلف Margin کی مد میں 25.3 روپے وصول کیے جارہے ہیں۔جس کی وجہ سے نہ صرف پیٹرول ڈیزل مہنگا ہوا ہے بلکہ مہنگائی میں بھی اسی تناسب سے مزید اضافہ ہوا ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ Levy اور دیگر مدات میں وصولیاں بند کرے اور Levy کی کمی کو پورا کرنے کے لیے مالی وسائل کے موثر، شفاف اور کفایت شعار استعمال کو یقینی بنانے کے لیے غیر ضروری اخراجات اور مراعات کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور مفت پیٹرول کی فراہمی ختم یا محدود کی جائے۔ تاکہ اس مد میں ہونے والے اخراجات کو بچت میں تبدیل کرکے پیٹرولیم Levy سے حاصل ہونے والی متوقع کمی کو کسی حد تک پورا کیا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 91 پیش ہوئی کیا mover اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی مولوی صاحب! جی بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی اس پر جماعت اسلامی کی طرف سے پورے پاکستان میں محترم حافظ نعیم الرحمٰن صاحب پورے پاکستان میں پیٹرول Levy کے خلاف ہمارا احتجاج بھی ہو رہا ہے وفاقی حکومت سے ابھی مذاکرات بھی چل رہے ہیں۔اور اس پیٹرول Levy کے حوالے سے یہ قرارداد جو میں نے بلوچستان اسمبلی میں پیش کی ہے بالکل یہی قرارداد سندھ اسمبلی میں بھی پاس ہوئی ہے پیپلز پارٹی نے بھی اس قرارداد کی حمایت کی ہے۔اسی طرح جمعیت علماء اسلام کے مرکزی لیڈر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بھی اس کی حمایت کی ہے اور ANP نے بھی بالکل اس کی حمایت کی ہے نیشنل پارٹی نے بھی اس کی حمایت کی ہے جدوجہد کی باقاعدہ میڈیا میں بھی موجود ہے۔اس پوری جدوجہد میں مینگل

بھی، جہانزیب مینگل، BNP نہیں صرف جہانزیب مینگل حمایت کر رہے ہیں۔حمایت کی ہے تو پاکستان میں اور خصوصاً بلوچستان میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے، بے روزگاری کی وجہ سے لوگوں کا کیا حال ہے، بارڈرز بند ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کا کیا حال ہے وہ ہم سب کو پتہ ہے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔لیکن جو محنت مزدوری کرتے ہیں جو اگر سرکاری ملازم ہیں یا غیر سرکاری ملازم ہیں جو کام کرتے ہیں اس مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے۔آپ خود اندازہ لگائیں پیٹرول Levy جس کو کہتے ہیں ایک لیٹر پیٹرول پر آپ 100، 120 روپے چند سالوں میں کہتے ہیں 8 ہزار ارب روپے پیٹرول Levy پر جناب اسپیکر وصول کیے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: سن رہے ہیں آپ کو۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ویسے مہنگائی ہماری اسمبلی کا مسئلہ تو نہیں ہے نا ساڑھے تین لاکھ روپے ملتے ہیں ظاہر ہے ہمارا تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک لیٹر پیٹرول پر جو 100، 120 روپے وصول کیے جاتے ہیں چند سالوں میں 8 ہزار ارب روپے اس وقت حاصل کیے گئے ہیں۔ یہ tax کیوں وصول کیے جاتے ہیں ایک تو جائز tax ہوتا ہے ٹھیک ہے ہماری فلاح و بہبود کے لیے ہمیں پانی دینے کے لیے ہمیں تعلیم دینے کے لیے ہمیں ہیلتھ کی سہولت دینے کے لیے۔ یہ پیٹرول Levy اس لیے لیتے ہیں تاکہ ہم پیٹرولیم کمپنیوں کو جس طرح بجلی کی کمپنیوں کو نوازا گیا ہے IPPs اس کو 2 ہزار ارب ایک ہزار ارب ایسی کمپنی کو دیا گیا جس نے بجلی کا ایک unit نہیں دیا اور پھر کہتے ہیں پیسے بھی نہیں ہیں کیونکہ IMF کے مقروض ہیں ہم۔اس کا مطلب یہی ہے کہ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ جو فی لیٹر اتنی مہنگائی یا فی لیٹر آپ 100، 120 روپے پیٹرول Levy کے نام سے وصول کر رہے ہیں آپ اس کو ختم کریں اپنے اخراجات کم کر دیں اپنے جو آپ کی مراعات اور مفت پیٹرول، یہ جو مفت پیٹرول کی فراہمی جناب اسپیکر! یہ مفت پیٹرول جو دیا جاتا ہے Bureaucrats کو مفت پیٹرول دیا جاتا ہے نا۔ پوری Bureaucracy کو دیا جاتا ہے، ہمارے MPAs کے لئے مفت پیٹرول کوئی نہیں ہے لیکن Bureaucracy کو باقی لوگوں کو مفت پیٹرول کا۔ وہ تو دس روپے ہیں فی کلومیٹر ہمیں دس روپے دیے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! چیئرمین اور منسٹرز کے لیے مفت پیٹرول ہے اس سے آپ بھی مستفید ہو رہے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کتنا ہے مجھے ماہانہ 40 ہزار۔

جناب اسپیکر: مطلب مل رہے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ایک کلومیٹر کتنا بنتا ہے بتائیں نا مطلب چیئرمین کو ماہانہ 40 ہزار ماشاءاللہ شاہانہ ہے اچھا DC کو ماہانہ کتنا ملتا ہے بتائیں تحصیلدار کو کتنا ملتا ہے، Secretaries کو کتنا ملتا ہے Chief Secretary کو

کتنا ملتا ہے وہ پتہ ہے MPAs کو ماہانہ 40ہزار تیل کے مل رہے ہیں ماشاءاللہ ملک دیوالیہ ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کا کام۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: maintenance پر باقی چیزوں پر تو میں کہہ رہا ہوں کہ مفت پیٹرول، مفت حج، مفت عمرے، مفت بجلی units یہ جو مفت کی چیزیں لوگ لیتے ہیں ان کو ختم کیا جائے میں اپنے حلال پیسوں سے حج عمرہ کروں۔ میں اپنی جائز تنخواہ سے اپنا پیٹرول استعمال کروں میں اپنی جائز بجلی استعمال کروں Bill دے دوں یہ جو مفت کے چکر ہم لگا رہے ہیں۔ اس لیے جماعت اسلامی اس میں وفاقی حکومت سے ہمارے ابھی مذاکرات بھی چل رہے ہیں ہم نے لانگ مارچ کیا تھا ابھی ملتان پر عوام نے ختم کر دیا وزیراعظم صاحب سے ہماری بات چل رہی ہے تو اس پر مذاکرات ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے پیپلز پارٹی کا باقی پارٹیوں کا شکریہ کہ انہوں نے ہماری حمایت کی ہے تمام لوگوں نے ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ پیٹرول Levy کے نام پہ 100 روپے فی لیٹر جو وصول کیے جا رہے ہیں اس کو ختم کیا جائے لوگوں کو relief دیا جائے۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب thank you sorry ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں بس ایک منٹ لے لوں گا مَیں مولانا صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ لیکن ساتھ ساتھ میں اِس ایوان سے کہتا ہوں کہ جب NFC بن رہا تھا تو FBR نے ایک سازش کے تحت پیٹرلیم لیوی کو divisible pool سے نکالا حالانکہ ہمارا مطالبہ تھا کہ پٹرولیم لیوی جو projection تھی اب تو کچھ زیادہ ہو گیا 1800 ارب تھا ہم نے کہا کہ it should be part of divisible pool ہمارا مطالبہ چونکہ اُس وقت ہم نہیں تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے جو کیا ہے بلکہ اِس ٹوٹل پٹرولیم لیوی کو divisible pool کا حصہ بنایا جائے کیونکہ جو سرچارج ہوتے ہیں جو لوگ pay کرتے ہیں وہ تو federating unit کرتے ہیں یا صوبے کرتے ہیں پیسہ کیوں فیڈرل گورنمنٹ پر جائے میں اِس میں اضافہ نہیں کرتا ہوں میں نے ویسے ہی انفارمیشن کے لیے آپ سے کہا۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ پہلے visible pool کا حصہ تھا؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جی نہیں میں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن اضافی بات میں نے کی ہے۔

جناب اسپیکر: ok, thank you, Honorable Chief Minister Sahib.

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): سر! مَیں اِس میں صرف چند چیزیں add کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے بہت اہمیت کی حامل ہے because پیٹرولیم لیوی یہ فیڈرل گورنمنٹ لیتی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ ہی استعمال کرتی ہے اِس میں جب eighteenth amendment آ رہی تھی تو اُس وقت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جتنا

بھی ٹیکس کلیکشن ہوگی ایک قسم کا ٹیکس کلیکشن ہے لیکن کیونکہ اِس وقت ملک کے حالات ایسے ہیں کہ آپ کو پتہ ہے کہ انٹرنیشنل اور نیشنل لیول پر جہاں جنگ چل رہی ہو جہاں ہمارے افغانستان کے ساتھ انڈیا کے ساتھ پچھلے مہینے اور جنگیں جس طریقے سے اب develop ہو رہی ہیں تو بہت زیادہ ضرورت ہے فیڈرل گورنمنٹ کو اِن پیسوں کی۔ میں بلوچستان کے لوگوں کو صرف اِس حوالے سے اور اِس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پیٹرولیم لیوی ہے اِسی پیٹرولیم سے جو بچت ہوئی ہماری N-25 بن رہی ہے جس کو ہم خونی شاہراہ بھی کہتے تھے جس جس کی dualization ہو رہی ہے وہ شاید اِنہی پیسوں کی مد میں ہو رہی ہے جو ایک دفعہ increase ہوا تھا اُس کو کم کیا گیا۔ rest جہاں تک بات ہے مولانا صاحب کی قرارداد کی میں ذاتی طور پر تو فیڈرل گورنمنٹ سے یہ سفارش نہیں کروں گا۔ لیکن اگر ہماری پارٹی نے حمایت کی ہے باقی دوستوں کی جماعتوں نے حمایت کی ہے تو اگر پاس بھی ہو جاتی ہے تو اِتنا بڑا آسمان نہیں گر جاتا لیکن میں ذاتی طور پر اِس کی حمایت نہیں کر رہا ہوں باقی دوستوں پر کوئی میں impose نہیں کر رہا ہوں اس تیاری کی اپنی choice ہے میں ذاتی طور پر اِس قرارداد کی حمایت نہیں کر سکتا because میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِس وقت جو مالی پوزیشن ہے حکومت پاکستان کی اور ایسی condition میں کہ جب آپ دہشتگردی کے خلاف بھی ایک جنگ لڑ رہے ہیں اور دو صوبوں میں بہت شدید قسم کی لڑائی ہو رہی ہے اِسی طرح جو انٹرنیشنل بارڈرز ہیں آپ کے، وہاں کے حالات کشیدہ ہیں تو فیڈرل گورنمنٹ کو مزید resources کی ضرورت ہے نہ کہ اُن کو اُن کے resources کم کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی situation میں اگر normal situation ہوتی war on terror نہ ہو رہا ہوتا اور بارڈرز پر آپ کی situatin normal ہوتی تو میں یقیناً اِس قرارداد کی حمایت کرتا لیکن اِس وقت situation ایسی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو بہت سپورٹ کی ضرورت ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ اِس بار تو نہ صرف حکومت بلوچستان میں ہم نے تو بہت کم contribute کیا پنجاب حکومت، سندھ حکومت اور کے پی حکومت نے contribute کیا ہے divisible pool سے ہمیں share مل رہا تھا اُس سے بھی contribute ہے اور consensus کے ساتھ کیا ہے کے پی گورنمنٹ نے بھی کیا ہے because کہ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں کہ جنگ کس طریقے سے ہو رہی ہے اور جنگ کے لیے جو لوازمات ہیں اُن کی کس طریقے سے تیاری کرنی ہے تو امن کے دنوں میں جنگ کی تیاری کی جاتی ہے یہی ہمارے ملک کے حالات ہیں اب یہی ہمارے ہمسائے ہیں we can not change them اور ایسی situation میں ہم فیڈرل گورنمنٹ سے اگر حکومت بلوچستان، ایوان کی طرف سے یہ request جائے گی تو میرا خیال ہے کہ دیکھ لیں مولانا صاحب کی جو ہماری پارٹی ایک جگہ پر حمایت کر چکی ہے تو وہ پارٹی کے دوستوں کی اپنی مرضی ہے میں ذاتی طور پر کم سے کم اِس قرارداد کی حمایت نہیں کر سکتا اور دوستوں پر impose بالکل نہیں کر رہا ہوں ہر ایک کی اپنی choice ہے

تو جو اُس کو سپورٹ کرنا چاہتا ہے بالکل سپورٹ کرے normal حالات ہوتے تو شاید مَیں بھی سپورٹ کرتا۔

جناب اسپیکر: .thank you آیا قرارداد نمبر 91۔۔۔(مداخلت) اِسی پر؟ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ جو مولانا صاحب قرارداد لائے ہیں اِس پر شاید لانگ مارچ بھی اِن کی جماعت کر رہی تھی اور پھر وزیراعظم صاحب ملک سے باہر تھے تو اُن سے رابطہ ہوا اِن کی ملاقات بھی ہو چکی ہے مرکزی امیر کی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کو چلانے کے لیے کچھ ٹیکسز لگانے پڑتے ہیں موجودہ حالات کے مطابق ایک تو تیل کی ترسیل جس طریقے سے مسئلہ بنا ہوا ہے اور پھر war zone اِس وقت دو صوبے بنے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ذاتی طور پر، میں تو اِس قرارداد کی حمایت نہیں کروں گا۔ میرے پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ شاید میں اپنی پارٹی کی طرف سے اِس کی حمایت نہیں کروں گا۔ اِن گزارشات کے ساتھ چونکہ وزیراعظم اور اِن کے مرکزی امیر کا آپس میں رابطہ ہے اور میرا خیال ہے near future میں اِن کی میٹنگ بھی ہونے والی ہے تو میں مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ اپنی اِس قرارداد پر زور نہ دیں کیونکہ مرکز کے بارے میں کوئی اچھا تاثر نہیں جائے گا۔ تو یہ on board ہیں ان کی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور انشاءاللہ ہمارے وزیراعظم صاحب اِس مسئلے کا حل احسن طریقے سے نکالیں گے۔

جناب اسپیکر: .Thank you very much یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! مَیں مولانا صاحب کی قرارداد کی حمایت کروں گا اور اِس بات کو ذرا، سی ایم صاحب نے ایک بات کہی کہ یہ جو پیسے مل رہے ہیں کوئی 80 روپے میرے خیال میں per litre کے حساب سے وہ بلوچستان کو نہیں ملے بلوچستان کے لیے اِنہوں نے 6 روپے یا 8 روپے رکھے ہیں جو بلوچستان کے روڈز کے لیے جا رہے ہیں تو اگر بلوچستان کے نام پر یہ 80 روپے دیئے جا رہے ہیں تو پھر ہم اِن کو مانتے ہیں اگر بلوچستان کے لیے 8,6 روپے ہیں جو بلوچستان کی N-25 کے لیے آ رہے ہیں باقی وفاق کے پاس جا رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وفاق اگر امن وامان کے لیے کہتا ہے کہ جی آج کل امن وامان خراب ہے اُس پر امن وامان تو اِس سے اور زیادہ خراب ہو گیا ہے اِس سے ٹھیک تو نہیں ہوا ہے ہم ایک دفعہ یہ پیسے اگر نہ دیں کہ ہم ازما کے دیکھیں کہ اگر ہم یہ پیسے نہ دیں پھر دیکھتے ہیں کہ امن وامان ٹھیک ہو گا یا نہیں کیونکہ ہم پیسے بھی دے رہے ہیں اور اِس سے ہم اپنی لاشیں بھی اُٹھا رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ پھر ہم یہ پیسے کیوں دے دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بھی ایک کارڈ ہم سب کو دیا گیا ہے اِسی سے میں فائدہ اُٹھاؤں یہ اسپورٹس والوں کا۔ کہ اسپورٹس کا کوئی event ہے آپ لوگ اُسمیں شمولیت کریں۔ اور 4 بجے کا ٹائم ہے کارڈ ساڑھے 4 بجے اُنہوں نے ہمیں دیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ۔۔۔(مداخلت) جناب اسپیکر! جی

9 تاریخ 4 بجے کارڈ میں لکھا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: اب پونے پانچ بج رہے ہیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: اِس کو ہم کیا مذاق سمجھیں اپنے ساتھ کیا کریں سپورٹس کی طرف سے؟

جناب اسپیکر: میرے خیال سے آپ کو کارڈ late ملا ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: ابھی سب کو مل گیا اِنہوں نے ابھی ٹیبل کر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ hold کریں۔

جناب قائد حزب اختلاف: اُس میں 9 اکتوبر 4 بجے لکھا ہوا ہے۔ جی تو ابھی ساڑھے 4 بجے کارڈ ہمیں دیا ہے اور 4 بجے کون سا صبح کا شام کا am,pm اِس میں نہیں لکھا ہوا ہے میں ذرا اِس پر confuse ہوں۔

جناب اسپیکر: منسٹر یہ ٹھیک ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: مَیں مولانا صاحب کی قرارداد کی اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے مکمل حمات کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی محترمہ! سر! ایک منٹ hold کریں جی محترمہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر محکمہ کھیل وامور نوجوانان) سر! آپ کا بہت شکریہ یہ کارڈ ابھی میں نے دوبارہ منگوائے ہیں سب کے آفس میں انکے PS اور ڈیپارٹمنٹ نے بھجوائے ہوں گے چونکہ میں خود آج اسمبلی میں تھی تو میں چاہ رہی تھی کہ میرے اپوزیشن کے بھائی جو ہمیشہ کہتے ہیں کہ اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ سفید ہاتھی ہے۔ میں نے کہا میرے ساتھ چلیں event میں ابھی سیشن کے بعد یہ دوبارہ دینے کا مقصد یہی ہے کہ i don't know کہ اُنکے PS نے اِن کو نہیں پہنچائے ہونگے لیکن کارڈز دیئے ہیں تو میں آپ سب سے درخواست کرتی ہوں ایک دفعہ میرے ساتھ آج کی event میں چلیں اُس کے بعد اسپورٹس پر جس نے جو سوال کرنے ہیں جو الزام لگانے ہیں ان کے جواب دیں لیکن آج میرے ساتھ چلیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ٹھیک۔ جی

جناب قائد حزب اختلاف: الحمدللہ میڈم! ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ان سب کو آفس میں کارڈ دیئے ہیں۔ کوئی مجھے یہ بتا دے کسی کے آفس میں یہ کارڈ پہنچا ہے؟ جو ابھی یہاں کارڈ لا کے دے دیا؟ میں تنقید نہیں کر رہا ہوں میڈم! یہ ہے کہ چار بجے کے پروگرام میں ساڑھے چار بجے آپ تو ہمیں کارڈ دے رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: بلکہ پونے پانچ بج رہے ہیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: اُٹھ کے بتا دیں کس کے آفس میں کارڈ پہنچایا گیا ہے آج کل الحمدللہ آپکے شکر گزار ہیں ہم

سب کے آفسز ہیں اگر کسی کو ان کے افس میں کارڈ نہیں پہنچا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں مَیں قرارداد کی طرف۔ جی قرارداد میں بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی بولیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد جو ہدایت الرحمٰن صاحب نے پیش کی میں اِس کی حمایت کرتا ہوں جناب سپیکر صاحب! یہاں ساتھیوں نے یہ بات کی کہ یہ جو پیٹرول لیوی پر 80 روپے جو لے رہے ہیں جی اس سے بلوچستان کی سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں N-25 تعمیر ہو رہی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کو امن وامان کیلئے بھی ضرورت ہیں اور بھی چیلنجز ہیں لیکن جناب اسپیکر صاحب! اگلی سائیڈ اگر آپ دیکھیں پیٹرول مہنگا ہونے سے بے روزگاری کتنی بڑھ رہی ہے؟ پیٹرول مہنگا ہونے سے آپ کی اشیائے خردنوش کتنی مہنگی ہوئی ہیں۔ پیٹرول مہنگا کرنے سے آپ کی ٹرانسپورٹ کتنی مہنگی ہوگئی ہے؟ پیٹرول مہنگا ہونے سے آپکی معیشت کے جو اثرات ہیں وہ کتنے پڑ رہے ہیں تو یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے جناب اسپیکر! ابھی دیکھا جائے تو جو مولانا صاحب نے یہاں بات رکھی اُن کی بات میں بالکل وزن ہے اور اُن کی بات میں یہ جان ہے یہ بالکل اِس میں فیڈرل گورنمنٹ کو دیکھنا چاہیے سوچنا چاہیے اور بالخصوص جو عام لوگ ہیں جو پبلک ہے اُن کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ ہمیں پیٹرول کی جو قیمتیں ہیں وہ کس حد تک لے کے جانی چاہئیں subsidy کتنی دینی چاہیے تاکہ اِن کے اثرات عام عوام تک جائیں ابھی جو موجودہ صورتحال چل رہی ہے آپ کسی رکشہ والے سے پوچھیں کہ آپ کیا کماتے ہیں اور پیٹرول کتنے کا ہے آپ کسی بس والے سے پوچھیں آپ کسی عام ٹرانسپورٹ والے سے پوچھیں ان سے آپ رائے لے لیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ بھئی ہم فاقے پر مجبور ہیں ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں ہے ہمارے پاس بچوں کے اسکول کی فیسیں نہیں ہیں آپ اُن سے پوچھیں پھر وہ آپ کو بتائیں گے سڑکیں بنانے سے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ جو مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب نے یہاں قرارداد پیش کی ہے یہ انتہائی اہمت کی حامل ہے اور ساتھیوں سے request ہے کہ جیسے سندھ اسمبلی میں اِس کو منظور کیا گیا ہے بلوچستان میں بھی منظور کیا جائے وفاق کے سامنے رکھا جائے تاکہ وہ اس میں ترمیم کرے اور اس کے اثرات ایک عام ورکر تک ایک عام آدمی تک پہنچے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ Thank you very much. عبدالمجید بادینی صاحب۔

انجینئر عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ملازمتہائے امور عمومی نظم ونسق): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم بہت شکریہ اسپیکر صاحب! میں مولانا صاحب کی قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ petrol levy کی مد میں جو tax لیا جارہا ہے اِس کی وجہ سے مہنگائی کی شرح بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور خاص کر اِس سے متاثر غریب لوگ، مزدور لوگ، چھوٹے ملازم اور اِس کے علاوہ جو زمیندار ہیں کسان ہیں زراعت سے وابستہ لوگ ہیں وہ اِس

کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ جوکل DAP کھاد 2700 روپے پچھلے سال جو یوریا مل رہی تھی آج وہ 47 سو روپے میں بک رہی ہے اور یہ ساری transport پر یہ تیل کے ذریعے supply ہوتی ہے پورے ملک میں اور جب غریب کسان کی فصل تیار ہوتی ہے تو اُس کو خریدا جاتا ہے 2300 سے 2500 روپے گندم اِس سال بیچی گئی نصیرآباد division میں اور جب غریب کسان کو گندم کے بیج یا کھاد کی ضرورت ہے تو 5500 روپے میں ہمارے لوگوں نے اِس سال خریدا ہے ابھی جو کاشت ہوگا وہ 5500 روپے rate چل رہا ہے اور اِس petrol levy کے تیل کی مہنگائی کی وجہ سے آج ایک کلو آٹا 180، 170 روپے میں محترم اسپیکر صاحب! آپ مجھے بتائیں کیا ہم لوگ سب ماشاءاللہ اچھی زندگی گزار رہے ہیں کبھی اُن غریبوں کی طرف جو ہمارے معاشرے کے تقریباً 80% سے زیادہ لوگ، میں اپنے نصیرآباد ڈویژن کی بات کرتا ہوں 80,85% لوگ غربت کی زندگی گزارتے ہیں یہ بہت بڑی آبادی ہے اِن میں سے 80,85% وہ لوگ ہیں جو زمینوں پر محنت مزدوری کرتے ہیں کسان ہیں اور سب سے زیادہ جو اثر پڑ رہا ہے اُن کی زندگیوں پر اور مشکلات میں وہ لوگ زندگی گزار رہے ہیں جو ہمارے اِس ملک کے اکثریتی عوام ہیں۔ تو اِس لیے میں مولانا صاحب کی اِس petrol levy کے خلاف قرارداد ہے اِس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر : Thank you very much سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): thank you sir میں صرف کیونکہ دوستوں نے کافی اِس پر بات کی میں صرف تھوڑی سی اِس پر گزارش کرنا چاہوں گا خاص طور پر مولانا صاحب ہماری بڑی عوامی شخصیت ہیں اور ہمیشہ عوام کی خاطر یہاں ہر حوالے سے لڑتے بھی ہیں۔ تو اِس قرارداد میں جس طرح سی ایم صاحب اور کھیتران صاحب نے کہا کہ اگر normal حالات ہوتے تو ہم سب اِس کی favor کرتے کیونکہ ہم بھی اِسی سے تعلق رکھتے ہیں اِنہی عوام سے ہو کر اِن ایوانوں تک پہنچتے ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ جتنا بھی ہو سکے عوام کو relief ملنا چاہیے لیکن جو حالات ملک کے چل رہے ہیں اِس کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے کبھی کبھی اِنسان کو کچھ مشکل فیصلے unpopular کرنے پڑتے ہیں مشکلات کی وجہ سے اور یہ ایسا نہیں ہے کہ یہ continue رہے گا ظاہر ہے کہ اسلام آباد میں جو بیٹھے ہیں ان کو ہم سے زیادہ اِس پر تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ پورے ملک کو چلا رہے ہوتے ہیں تو اُن کو ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لیے وہ دن رات کوشاں ہیں تو اِنشاءاللہ تعالیٰ جب چیزیں normal ہو جائیں گی تو یہ چیزیں بھی اِنشاءاللہ نیچے چلی جائیں گی اور ہماری بھی خواہش ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے مہنگائی کا یہ جو تناسب بڑھتا چلا جا رہا ہے اِس کو control کر کے آپ کے petrol کے ساتھ ہر چیز لازماً بڑھ جاتی ہے اِس کے ساتھ بڑا connection ہے تو مجبوری کے تحت لیکن خوش آئند بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ یہ جو ہمارا

خونی روڈ ہے اور جس پر نہ جانے کتنے لوگ شہید ہوئے ہیں کتنے لوگوں نے یہاں لوگوں کی لاشیں اٹھائی ہیں ایک بہت بڑا پیسہ بلوچستان میں اس روڈ پہ لگایا جا رہا ہے یہ بڑی خوش آئند بات ہے تاکہ بلوچستان کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے وفاق نے یہ فیصلہ کیا کہ اِس کا بہت بڑا حصہ صوبہ بلوچستان میں جائے گا تاکہ یہ روڈ بن سکے لوگوں کے لیے آسانی پیدا ہو اور ماشاءاللہ یہ روڈ بڑی تیزی سے بن رہا ہے اور اِنشاءاللہ تعالیٰ میں اُمید رکھتا ہوں کہ جلد بن بھی جائے گا تو مولانا صاحب سے ہماری گزارش ہوگی کہ اپنی اِس قرارداد کو واپس لے لیں ملک کے حالات کو دیکھتے ہوئے کیونکہ ہمارے لیے یہ بڑی مشکل ہے کہ ایسے حالات میں ایسی قرارداد کو ہم support کر سکیں۔

جناب اسپیکر: Thank you very much۔ اِس پر جی minister for Home ضیاءلانگو صاحب۔

جناب ضیاءاللہ لانگو (وزیر محکمہ داخلہ): سر! مولانا صاحب کی جو قرارداد ہے وہ تو ہے عوامی نوعیت کی لیکن جس طرح جن وجوہات کو وزیر اعلیٰ صاحب نے پیش کیا اور سلیم کھوسہ صاحب نے جس طرح بات کی۔ تو میں بھی اپنی پارٹی سمیت اِس قرارداد میں قائد ایوان کے ساتھ ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ قائد ایوان کے ساتھ ہیں ووٹنگ کر لیتے ہیں اِس پر بس ٹھیک ہے۔ آیا قرارداد نمبر 91 منظور کی جائے جو لوگ کہتے ہیں کہ قرارداد منظور ہونی چاہیے وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں کاؤنٹ کر لیں پلیز hold کریں اور جو سٹنگ ہیں وہ بھی کاؤنٹ کر لیں it is tied, sir it is برابر، برابر گیارہ، گیارہ ہیں اَب فیصلہ میرا ہے تشریف رکھیں، تشریف رکھیں میں ایک دفعہ پھر، آپ لوگ تشریف رکھیں۔ ایک منٹ جو کھڑے ہیں وہ حضرات تشریف رکھیں جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ ذرا کھڑے ہو جائیں عبدالمجید صاحب! آپ بیٹھ جائیں ذرا آپ کاؤنٹ کریں ذرا اِن کو۔ صادق صاحب نے اُن کی حمایت کی ہے ہاں ٹھیک ہے مشترکہ قرارداد نمبر 91 منظور کی جاتی ہے منظور ہوئی جی آپ کچھ بات کرنا چاہ رہے تھے یا it is ok جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب! جی پلیز۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ جناب سپیکر صاحب،

جناب اسپیکر: سر! ایک منٹ میں ایک ریزولوشن ہے اُس کو ڈیفر کر دیتا ہوں پھر آپ بولیں اِس پر چونکہ یہ قرارداد نمبر 92 کے جو mover ہیں وہ حضرت محترم ممبر موجود نہیں ہیں اُن کی غیر موجودگی کی وجہ سے اِس کو next sitting تک ڈیفر کیا جاتا ہے، جی پلیز عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ جناب سپیکر صاحب! میں یہاں دو چیزیں discuss کرنا چاہ رہا ہوں پہلی یہ ہے کہ ہمارے سدرن کمانڈ جس کو 12 کور کہتے ہیں اُس کی کمانڈ کل چینج ہوئی جنرل راحت صاحب یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں اور جنرل عنایت صاحب کل نئی کمانڈ سنبھالی ہے۔ تو میں جنرل راحت کی خدمات کو جتنا عرصہ وہ بلوچستان

میں رہے اِس صوبے کے لیے اِس کے دور دراز علاقوں میں جا کر لوگوں کے مسائل سنے۔اور انکی خدمات کو میں دلی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں فروری میں تو اُن کی ریٹائرمنٹ ہے باقی عرصہ بھی وہ وہاں جہاں جا رہے ہیں اِسی بلوچستان کے بارے میں وہاں بھی میں اُمید رکھتا ہوں کہ جتنی وہ خدمات اِس صوبے میں انہوں نے انجام دی ہیں میرا خیال ہے اتنا نڈر ملنسار گلے لگانے والا بہت کم افسر پیدا ہوتے ہیں اور میں نئے آنے والے کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے جو پیشرو تھے اُنکے نقش قدم پر چلتے ہوئے اِس صوبے کی بھرپور انداز میں خدمت کریں گے ہر طریقے سے۔دوسرے نمبر پر یہاں مجھے آج دلی صدمہ ہوا جناب اسپیکر صاحب! ایک انسٹیٹیوٹ تھا ہم چھوٹے تھے پھر ہم نوکریوں میں گئے پھر اِسی کوئٹہ میں ہمارا جینا مرنا ساری عمر یہاں گزری، ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی۔ہم اُن کے پاس جاتے تھے وہ ایک انسٹیٹیوٹ تھے وہ کمیونزم پر سوشلزم نظام پر ہمیں لیکچر دیا کرتے تھے۔قابل ترین شخصیت تھے لیکن کل اور آج مجھے دلی صدمہ ہوا۔میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ وہ شخص جو ایک انسٹیٹیوٹ تھا اُن کی لاش کو ایک دہشتگرد تنظیم کے جھنڈے میں لپیٹا گیا۔میں نہیں سمجھتا کہ کیا یہ اُن کی وصیت تھی یا جان بوجھ کر یہ حرکت کی گئی۔شاید میں پرسوں رات ادھر پہنچا ہوں شاید میں آج انکے جنازے میں بھی جاتا، جب میں نے یہ ایک دہشتگرد تنظیم کے جھنڈے میں اُن کو لپٹا ہوا دیکھا تو میں اُن کی فاتحہ پر بھی نہیں جاؤں گا حالانکہ ایک قسم کا میرا اُستاد تھا اور میرے اِن کے ساتھ گھریلو مقبول لہڑی ظہور لہڑی اور یہ خود میں نے کبھی اِن کے منہ سے پاکستان کے بارے میں کوئی اینٹی اسٹیٹ بُری بات میں نے، میں اِس کی گواہی دیتا ہوں تو یہ بدبختی ہے کہ ایک عظیم شخصیت کو ایک دہشتگرد جو کہ بلوچوں کے قاتل ہیں وہ تنظیم بلوچوں کے ہمدرد نہیں ہے بلکہ بلوچوں کے قاتل ہے، معصوم بلوچوں کو۔بلوچ آفیسرز کو اغوا کر کے اُن کو شہید کرنا۔اسی بلوچستان میں رہنے والوں لوگوں کی املاک کو نذر آتش کرنا بلڈوزر کرنا ابھی دیکھیں N-25 کی میرے پارلیمانی لیڈر نے بات کی ہے۔روزانہ کی بنیاد پر وہاں پُلیں اُڑا دیتے ہیں کس کو تکلیف دے رہے ہیں کیا اس روڈ پر گورنر جا رہا ہے وزیراعلیٰ جا رہا ہے کور کمانڈر جا رہا ہے آرمی چیف جا رہا ہے پریزیڈنٹ جا رہا ہے یا وزیراعظم جا رہا ہے کون جا رہا ہے یہی غریب عوام بسوں میں جاتے ہیں ان کے لیے عذاب بنا رہے ہیں تو کیا یہ دہشت گرد اس بلوچستان کے حامی ہیں یہ so-called یہ جو اپنے کو بلوچ کہتے ہیں مجھے تو ان کی بلوچیت پر بھی شک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچ ہو ہی نہیں سکتے جو اپنے بلوچ بھائی کو نقصان پہنچائیں۔کل انہوں نے ایک ٹھیکیدار کو شہید کیا۔کیا وہ بلوچ نہیں تھا؟ کیا وہ اس دھرتی کا son of soil نہیں تھا؟ تو یہ کیا کرنا چاہتے ہیں مجھے افسوس ہے اور میں ضرور ان کی غم وخوشی میں شامل ہوتا رہا ہوں۔لہڑی خاندان کے یا مقبول لہڑی خاندان کے ہر دکھ اور درد میں ضرور شریک ہوتا رہا ہوں۔یہاں میرا مطلب بہت بڑا عرصہ ان کے ساتھ بھائی چارے ہیں۔لیکن میں آج آپ کے سامنے یہ اعتراف کرتا ہوں کہ نہ میں اس کے جنازے میں گیا اور نہ میں فاتحہ پر جاؤں گا اس حرکت کی وجہ سے دلی صدمہ

ہوا ہے۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: Thank you very much فضل قادر مندوخیل صاحب۔ جی اپوزیشن لیڈر صاحب آپ بولیں پھر فضل قادر کی باری ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب اسپیکر اور فضل قادر صاحب۔ جناب اسپیکر! کچھ ماہ پہلے یہاں ہم نے ایک بل کا ذکر کیا تھا جو مدارس کا تھا وہ 27 ویں ترمیم میں ہم شکر گزار ہیں اس میں پیپلز پارٹی کے قائدین کا اور مسلم لیگ کے قائدین اور باپ پارٹی ان سب نے یہی معاہدہ کیا تھا کہ ہم اس بل کو تمام اسمبلیوں سے پاس کر کے اور آپ لوگوں کی حمایت کریں گے۔ اور مدارس کا جو confusion پیدا ہو رہا ہے اس بل کو ہم پاس کر لیں گے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اسمیں کافی ٹائم گزر گیا پہلے بھی ایک دفعہ ہم نے اس پر یہاں debate کی تھی اور سی ایم صاحب نے ہمیں یہی کہا تھا کہ مجھے کچھ ٹائم دے دیں تا کہ میں اپنے colleagues کو دیکھ لوں۔ ہماری جو گورنمنٹ کے ہمارے alliances ہیں سب کو اکھٹا کر کے پھر ہم اس بل کو پاس کر لیں گے تو میری آج گزارش ہے پیپلز پارٹی کے دوستوں سے کیونکہ ان کے قائدین نے جو وعدہ کیا تھا میرے خیال میں اگر ہمارے قائدین ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہمیں کہیں کہ آپ اپنا خون دے دیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں تو ان سے بھی میں گزارش یہ کرونگا کہ اپنے قائدین کی جو زبان انہوں نے دی ہے اس کو پورا کر کے ہماری اس مسئلے سے جان چھڑائیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلے گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے بلوچستان سے یہ روایت ہونی چاہیے کہ بلوچستان میں اس کو پاس کر کے تا کہ دوسرے صوبے جا کر اس میں وہ کریں۔ اگر کوئی اپنے قائدین کا بھرم رکھنا چاہتا ہے اپنے قائدین کی زبان اور وعدے کو پورا کرنا چاہتا ہے تو مجھے یقین ہے کہ یہاں جو بیٹھے ہوئے ہمارے دوست میر صادق عمرانی صاحب جنہوں نے جمہوریت کے لیے قربانی دی وہ آج اس نتیجے پر پہنچے ہیں ان سے بھی گزارش میری یہی ہوگی اور مسلم لیگ کے پارلیمانی لیڈر سلیم کھوسہ صاحب سے گزارش ہے ہماری کہ وہ بھی اپنے قائدین کا بھرم رکھ لیں اور باپ پارٹی کے ضیالانگو صاحب اور دوسرے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے قائدین کا بھرم رکھ لیں اور ہمارے ساتھ اس میں مدد کریں تا کہ ہم ایک confusion سے نکل سکیں۔ اور میں تمام دوستوں سے گزارش کر رہا ہوں خاص کر سی ایم صاحب سے کہ آپ نے بھی اس بارے میں بات کی تھی تو مہربانی کر کے ہمارے ساتھ مدد کر لیں یہ بل ہم لوگ پاس کر لیں شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: مہربانی جناب قائد حزب اختلاف جی فضل قادر صاحب۔

جناب فضل قادر مندوخیل: شکریہ جناب اسپیکر! میں اس ایوان کی توجہ امن وامان کی بگڑتی صورتحال کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں بلوچستان اس وقت بارود کا ڈھیر بن چکا ہے نہ کسی کی ٹرانسپورٹ محفوظ ہے نہ کسی کا کاروبار اور نہ کوئی

ہائی وے محفوظ ہے۔آئے دن ججوں کو مار رہے ہیں ججوں کو اٹھا رہے ہیں مریضوں کو مار رہے ہیں حتی کہ خواتین تک کو مار رہے ہیں بلوچستان میں اس وقت ہزار یا 900 ارب کے قریب جو منصوبے ہیں وہ بند پڑے ہوئے ہیں بلوچستان میں بے روزگاری اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ لوگوں نے بھیک مانگنا شروع کر دیے ہیں ایک سفید پوش آدمی اپنے گھر کی کفالت نہیں کر سکتا کل کو یہ بھی دہشت گرد بن جائے گا اگر ہزار یا 900 ارب کے منصوبے آج شروع ہو جائیں اور ان پر کام شروع ہو جائے تو کم از کم 15 ، 20 فیصد بے روزگاری تو ختم ہو جائے گی۔سیکیورٹی کی مد میں ہم نے تقریباً 100 ارب سے زیادہ گورنمنٹ کو دیے ہیں لیکن دہشتگردی دن بہ دن بڑھ رہی ہے کم نہیں ہو رہی ہے۔ہم نے بار بار سی ایم صاحب سے کہا ہے ایوان میں یہ بات کی اپوزیشن لیڈر نے کی ہے کہ ان کیمرہ اجلاس بلایا جائے ہمیں بریفنگ دی جائے کہ یہ دہشتگردی دن بہ دن کیوں بڑھ رہی ہے کام کیوں نہیں ہو رہا ہے اور اس کے لیے ہمارے سیکورٹی ادارے کیا کر رہے ہیں؟ نہ کسی کی مائن چل رہی ہے نہ ٹرانسپورٹرز کی ٹرانسپورٹ چل رہی ہے آئے دن سوشل میڈیا پر آتے ہیں کہ آج آٹھ ٹینکروں کو جلا دیا آج اتنی گاڑیوں کو جلا دیا آج فلاں بس پر حملہ ہو گیا۔یہاں تک کہ زابد ریکی کا ایک مریض تھا اس نے سی ایم صاحب سے کہا کہ ہمارا مریض سیریس ہے ہم اس کو کراچی لے جانا چاہتے ہیں ہمیں ایئر ایمبولنس دے دیں۔اب بلوچستان میں ہم کس کس کو ایئر ایمبولینس دیتے رہیں گے اور کراچی تک پہنچانے کے لیے اگر کسی کا کوئی رشتہ دار کراچی میں فوت ہو جاتا ہے حالیہ دنوں کوئی 15 دن پہلے ہمارے ژوب کا ایک آدمی کراچی میں فوت ہو گیا لا اینڈ آرڈر کی خراب situation کی وجہ سے اس کو وہیں پر دفن کیا گیا اس کو ژوب نہیں لایا۔ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں نہیں لے کر آئے کہتے ہیں امن و امان کا مسئلہ تھا ہم ٹریول نہیں کر سکتے تھے۔تو بلوچستان کے یہ حالات ہیں یہ ہمارے 65 ارکان کا ایوان ہے میں ان سب سے پوچھنا چاہتا ہوں کوئی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے رات کو ٹریول کر سکتا ہے کوئی دن کو کر سکتا ہے سرکاری گاڑی میں ایم پی اے کا بورڈ لگا کر جھنڈے لگا کر کوئی بلوچستان میں گھوم پھیر سکتا ہے۔بلوچستان انتہائی نازک حالات سے گزر رہا ہے جناب اسپیکر! اغوا برائے تاوان ٹارگٹ کلنگ اتنی زیادہ ہو گئی ہے اور ایک نئی مصیبت جو آج کل introduce ہو رہی ہے۔کمانڈر بنے ہوئے ہیں اس کمانڈر کے پاس 100 لوگ ہیں اس کمانڈر کے پاس 50 لوگ ہیں اس کمانڈر کے پاس 150 لوگ ہیں یہ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور ان کو یہ اسلحہ کس نے دیا ہے؟ ان کا کوئی لائسنس ہے؟ شناختی کارڈ ہے؟ بلوچستان گورنمنٹ نے permission دی ہے کہاں سے آئے ہیں یہ لوگ؟ یہ ان سوالوں کے جواب ہمیں چاہیے آپ ایک ان کیمرہ بریفنگ منگوائیں اور ذمہ دار لوگوں کو بلائیں تاکہ وہ ہمیں بتائیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور صوبہ کس طرف جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی میر صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر محکمہ آبپاشی): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں کہا کہ پیپلز پارٹی کی لیڈرشپ نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور ہم ذاتی طور پر مولانا حضرت فضل الرحمٰن صاحب کی بڑی عزت اور احترام رکھتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا ہر کارکن اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈرشپ اور ہماری قیادت نے جو زبان جو وعدہ کیا اس کو ضرور انہوں نے پورا کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ آئین ،جمہوریت، وفاقی اداروں عسکری قیادت اور اس ملک کی مضبوطی کے لیے ہر اقدامات اُٹھائیں۔ اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ ہم بل یا قرارداد جو بھی لاتے ہیں اُس کی مہربانی کر کے کاپی ہمیں دے دیں۔ ہم آج ہی اپنی لیڈرشپ قیادت کو بھیج دیں گے کہ یہ قرارداد آئیگی اور اُن کا جو بھی حکم ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام اراکین، اپنی لیڈرشپ کے وعدے کی اپنی پالیسی کی جو اُن کی ہدایات ہونگی ہم ان پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

(اس موقع پر میڈم غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت سنبھالی)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ نے اسی پر بات کرنی ہے؟

جناب اصغر علی ترین: جی۔ میڈم سپیکر صاحبہ! ہمارے لیڈر آف اپوزیشن صاحب نے ایک اہم مسئلے کی طرف سب کی توجہ مبذول کی ہے۔ کچھ عرصہ قبل جب چند ڈپٹی کمشنرز کی طرف سے جو unregistered مدارس ہیں اُن کو سیل کرنے کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ جس پر ہم نے resist کیا اور گورنمنٹ سے بات کی کہ جو unregistered مدارس ہیں۔ ہم تو اس چیز کے خواہشمند ہیں ہمیں خوشی ہوگی کہ حکومت ان کو رجسٹرڈ کرے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! جب 26ویں آئینی ترمیم بننے جا رہی تھی اُس کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اُس میں مَیں صادق عمرانی صاحب کے گوش گزار کروانا چاہتا ہوں کہ بلاول بھٹو زرداری صاحب اس 26ویں آئینی ترمیم میں بہت active تھے۔ اور گورنمنٹ کی ایک کمیٹی تھی وہ بھی بہت active تھی۔ اُس میں جمعیت علماء اسلام کے ساتھ یہ معاہدہ کیا گیا 26ویں آئینی ترمیم میں کہ آپکے جو unregistered مدارس ہیں ان کو رجسٹرڈ کیا جائے گا۔ اور وہ الفاظ 26ویں آئینی ترمیم میں موجود ہیں کہ سوسائٹی ایکٹ کے تحت ان unregistered مدارس کو رجسٹرڈ کیا جائے گا۔ تو یہ 26 ویں آئینی ترمیم میر صادق عمرانی صاحب! آپ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں پیش ہوئی۔ یہ 26ویں آئینی ترمیم کا حصہ بن گیا۔ جو پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت تھی۔ اور مسلم لیگ (ن) کی جو مرکزی قیادت تھی اُنہوں نے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جن صوبوں میں جن کی اکثریت ہے، جیسا کہ سندھ میں ہے، یہاں بلوچستان میں ہے اور پنجاب میں ہے۔ کے پی کے علاوہ۔ ان صوبائی اسمبلیوں میں انکے بل کو پاس کرانے کی ذمہ واری بھی ہماری ہے۔ اب ہم آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا وعدہ وفا کیوں نہیں کیا؟ اور آپ نے 26ویں ترمیم سے لے کر آج تک ہم خاموش بیٹھے تھے۔ ہم نے کوئی

عمل نہیں کیا۔عمل تو گورنمنٹ کی طرف سے ہوا کہ جہاں security issue چل رہے ہیں۔ جہاں امن وامان کا ایشو چل رہا ہے وہاں مدارس کو ٹارگٹ کیا گیا سیل کیا گیا۔میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات سکولز میں بھی ہوئے ہیں کالجز میں بھی ہوئے ہیں، سرکاری اداروں میں بھی ہوئے ہیں ۔کیا کوئی سکول کوئی کالج کوئی یونیورسٹی سیل ہوئی ہے؟نہیں ہوئی ہے ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ جو مدارس ہیں ان کا بل اسمبلی میں لایا جائے اُس کو پیش کیا جائے جو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) مرکز میں ہمارے ساتھ جو وعدے کیے انہیں پورے کیے جائیں اور مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جب سارے مدارس رجسٹرڈ ہو جائیں گے پھر کس چیز کا رونا۔اور یہ حکومت کیلئے بھی اچھا ہے۔ ہمارے لیے بھی اچھا ہے جو مدارس کے مہتمم ہیں انکے لیے بھی اچھا ہے۔آپ کے پاس بھی ریکارڈ آ جائے گا۔آپ کے پاس بھی ریکارڈ save ہو جائے گا۔پھر پریشانی نہیں رہے گی پچھلی دفعہ جب یہ مسئلہ اُٹھا تو سی ایم بلوچستان تشریف لے کے آئے ہمارے صوبائی امیر سینٹر مولانا عبدالواسع صاحب کے گھر پر۔اور ہم سے یہ کہا گیا تھا کہ جی ہم مرکزی قیادت سے رابطہ کر کے ہم اُن سے معلومات لیکے یہ بل ہم پیش کریں گے۔ جو آج دن تک نہیں ہوا ہے تو لہٰذا آپ سے request ہے کہ اس پر حکومتی ارکان۔میر صادق عمرانی صاحب! آپ پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں آپ سے اور سلیم کھوسہ صاحب سے جو مسلم لیگ (ن) کے ہیں اور بالخصوص وزیر اعلیٰ بلوچستان سے requst ہے کہ اس پر ورکنگ کریں مرکزی قیادت سے رابطہ کریں اور یہ بل یہاں پیش کریں منظور کریں تا کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ دوسرا میڈم اسپیکر صاحبہ!مَیں ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں آج کل یہ فورتھ شیڈول کا معاملہ بڑا تیز ہو گیا ہے۔اس کو فورتھ شیڈول میں ڈالو اُس کو فورتھ شیڈول میں ڈالو۔ڈال دیں جو بندہ مجرم ہے جس نے قانون توڑا ہے اور جو کسی activity میں involve ہے اُس کو فورتھ شیڈول میں کیا ڈالتے ہیں تھری شیڈول میں ڈالیں جتنے بھی شیڈول ہیں ان سب میں اس کو ڈالا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس کی آڑ میں اس کے عزیزوں کو اس کے چچا زاد بھائیوں کو اس کے خالہ زاد بھائی کو اس کے پھوپھی زاد بھائی کو اس کے عزیز و اقارب کو اس فورتھ شیڈول میں ڈالنا یہ مناسب نہیں ہے اگر ایک بندہ کسی activity میں involve ہے اس کے خلاف FIR چاک کریں اُسکو کٹہرے میں پیش کریں قانون کے مطابق آپ کا حق بنتا ہے لیکن ہمیں جو بالخصوص جو ہمارا حلقہ ہے ہمارا بیلٹ ہے ہم جو دیکھتے ہیں جو ہم ساتھیوں سے سنتے ہیں کہ جی فورتھ شیڈول اُس کو پتہ ہی نہیں فورتھ شیڈول کا۔کہتا ہے میرا گناہ کیا ہے؟ میں بھی یہاں ایک مثال پیش کروں۔ایک بندہ ٹیچر ہے پڑھاتا ہے ڈاکٹر صاحب!اس کی مجھے کال آتی ہے کہ حاجی صاحب میرا نام فورتھ شیڈول میں ہے۔مَیں ٹیچر ہوں پڑھاتا ہوں میرا نام فورتھ شیڈول میں ہے۔جب مَیں نے رابطہ کیا تو کہتے ہیں غلطی ہو گئی تھی ہم سے بس ہم اسکو نکال دیں گے۔تو خدارا ایک mechanism بنائیں فورتھ شیڈول کا یہ مطلب نہیں ہے جس پر آپ کا دل کرے اُس کا نام ڈال دیں، کوئی

قانون کوئی گناہ کوئی جرم، کوئی سزا کچھ تو کم از کم سامنے رکھیں۔اس طرح حکومت سے لوگ بدظن ہوں گے۔اس طرح لوگوں کے خدشات پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔ایک جو امن کی فضا ہے وہ خراب ہونی شروع ہو جائیگی۔تو میڈم سپیکر صاحبہ! میری حکومت سے request ہے یہاں صادق عمرانی صاحب، ماما گیلا، علی مدد جتک صاحب اور وزیر داخلہ میر ضیاء لانگو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی request ہے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے اس کو revisit کرے۔جو لوگ یا ٹیچرز ہیں یا سٹوڈنٹس ہیں یا کوئی عام طبقہ ہے جو اپنا روزگار کر رہا ہے اُن کا نام فورتھ شیڈول میں ہے اس پر ایک میٹنگ وزیر داخلہ صاحب! آپ بلائیں اس کو آپ شیئر کریں اس پر strictly احکامات دیں۔ہمیں پتہ ہے جب اختیارات نیچے تک جاتے ہیں آپ دیتے ہیں، اُس میں 10 فیصد اختیارات۔اُس 10 فیصد کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر وہ 100 فیصد استعمال کرتے ہیں۔تو ذرا وزیر داخلہ صاحب! آپ سے request کرتے ہیں آپ بلوچستان کا باشندہ ہیں آپ بلوچستان کا باسی ہیں آپ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے امن وامان کی۔بلوچستان کا ایک بڑا اہم ایشو ہے اس کو دیکھیں، سنجیدہ لیں کہ اگر مجھے بلاتے ہیں میرے پاس فوٹو سٹیٹ بھی ہیں وہ لوگ بھی ہیں مَیں بھی آنے کو تیار ہوں۔کہ اس طرح کے جو لوگ ٹیچر ہیں یا پروفیسر ہیں یا عام لوگ ہیں جن کا دہشتگردی سے کسی گناہ سے کسی جرم سے دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے ان کو فورتھ شیڈول میں ڈالنا یہ مناسب نہیں ہے تو میں وزیر داخلہ سے request کروں گا اس پر آپ comments دیدیں شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! میں دو issue کو highlight کرنا چاہتا ہوں ایک issue پچھلے دنوں Balochistan veterinary staff association کے لوگ میرے پاس آئے ہوئے تھے اُن کا ایک مسئلہ ہے کہ Balochistan veterinary staff association کے اب تک رولز نہیں بنے ہیں جو تمام صوبوں میں بنے ہیں لیکن بلوچستان میں نہیں بنے ہیں جس کی وجہ سے ہم لوگ 6 گریڈ میں بھرتی ہوتے ہیں اور 6 گریڈ میں ریٹائرڈ ہوتے ہیں باقی صوبوں کے لوگ 16,17 گریڈ تک جاسکتے ہیں تو میڈم! میں یہ documents آپ کے حوالے کروں گا آپ relevant جو کمیٹی ہے اُس کو بھیج دیں تاکہ اس کو exercise کریں اور جو بھی بلوچستان کے اِن کے حق میں ہوگا وہ آپ رولز بنائیں آپ کی مہربانی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: دوسرا ایک اہم issue ہے جو میں یہاں highlight کرنا چاہتا ہوں گوکہ گوادر کا نمائندہ تو مولانا صاحب ہیں لیکن قومی اسمبلی میں، میں نے بھی 22 ہزار ووٹ لئے ہیں وہ اور بات ہے کہ میں تربت کا

ایم پی اے بن گیا ہوں یہ بھی اچھی بات ہے گوادر میں بہت سی ایسی جگہیں ہیں کچھ تو میں نے اس زمانے میں مالکانہ حقوق دیئے تھے لیکن مولانا صاحب جانتے ہیں کہ گوادر میں بکشی وارڈ یا پشکران ہے یا اورماڑہ ہے یہاں کے جو باسی ہیں ان کو کوئی مالکانہ حقوق نہیں ہیں اور اسی طرح مری آباد میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کئی دہائیوں سے وہاں بھی کسی کے پاس مالکانہ حقوق نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ سی ایم صاحب کی ذمہ داری ہے کہ یہ کیس وہ MBR میں بھیج دیں گیلا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں سی ایم صاحب آ گئے ہیں تا کہ سینئر جو ریونیو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ ان چیزوں کو دیکھیں اور ان کا میرٹ پر فیصلہ کریں کہ کس کس کا حق بنتا ہے اس کا حق ہے اس کو مالکانہ حقوق ملیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے سی ایم صاحب آ گئے ہیں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ دنیا میں تین بڑی طاقتیں ایک کیپٹل ہے سرمایہ دوسرا لیبر ہے اور تیسرا لینڈ ہے بدقسمتی سے ہم بلوچستان والوں کے پاس نہ سرمایہ ہے نہ ہمارے پاس skilled لیبر ہے نہ ہمارے پاس لینڈ ہے اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ریونیو کے منسٹر بیٹھے ہوئے قابل احترام ہیں سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں بلوچستان کے کچھ قبائل کے کچھ بلوچستان حکومت کی لاکھوں ایکڑ اراضیات یہ محکمہ جنگلات کو کیوں الاٹ ہو رہی ہیں میں نے اس سے پہلے بھی یہ بات اٹھائی تھی یہ بہت سیریس مسئلہ ہے اگر سی ایم صاحب ہمیں جہاں وہ کہے گا ہمیں بلا کر ہمیں مطمئن کریں کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے کہ آپ محکمہ جنگلات کو ان جگہوں پر الاٹ ہوئی ہے جو ریگستان ہے کیا وہاں کوئی rare earth ہے جو ہم سے چھپایا جا رہا ہے تو خدا کے لئے یہ میں ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بلوچستان کی لینڈ کا اس سرزمین کا تحفظ کرے اور اس کو ایسے ہاتھوں میں نہ دے کیونکہ جب ریونیو ڈیپارٹمنٹ بھی ہوگا تو انکی الاٹمنٹ کا ایک طریقہ کار ہے میری سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ یہ دو issue میں نے رکھے ہیں ان کو آپ میرٹ پر دیکھیں اور جو concern لوگ ہیں انکا آپ میرٹ پر فیصلہ کر لیں۔ شکریہ جی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ مولانا صاحب نہیں کیونکہ wind up کرنا ہے نماز کا بھی ٹائم ہو گیا ہے اور جانا بھی ہے میں نے گورنر ہاؤس جانا ہے وہاں۔۔۔

جناب قائد ایوان: میڈم! اگر آپ اجازت دیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی سی ایم صاحب۔

جناب قائد ایوان: Thank you Honorable Madam میڈم اسپیکر! Honorable ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے جس طرف نشاندہی کی ہے اگر آپ ہاؤس کو آرڈر میں کرا دیں پلیز۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: kindly order in the house please۔ بادینی صاحب! آپ تشریف رکھیں سی ایم صاحب بات کر رہے ہیں جی۔ جی chit ہے لیکن میں دیکھ لیتی ہوں سی ایم صاحب بات کر رہے ہیں۔

جناب قائدایوان: میڈم اسپیکر! یہ بہت ہی important issue ہے جنگلات کا ڈاکٹر صاحب جو زمین ہوتی ہے وہ سب سے مشکل کام ہے اُس کو کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرنا ایک تو یہ آپکی جو rare earth ہے یا کوئی اِس طرح کی بات ہے بالکل بھی حکومت کی نیت پر شک نہ کریں کہ ہم آپ سے کچھ نہیں چھپائیں گے۔ جنگلات کی جو زمینیں ہیں وہ آج سے نہیں 1901ء اور 2 اور 3 اُس وقت سے declared ہیں کہ اِدھر جنگلات تھے جیسے جنگل پیر علیزئی زمرک صاحب کے حلقے میں وہاں جنگل نہیں رہا لیکن وہ جنگل کی زمین ہے الاٹ کرنا اس کو بہت مشکل ہوتا ہے۔ تو جب آپ مناسب سمجھیں Honorable leader of the opposition اور آپ ہم اِس پر آپ کے لیے ایک مکمل بریفنگ رکھیں گے کہ کیا reason ہے اِس کے پیچھے کیونکہ ہم نے جو 78 systems سال میں جتنا کام ہوا تھا board of revenue نے کیا تھا sattlement کا، we are doing in 3 years وہ کیسے کر رہے ہیں؟ ہم digitalize system کے through کر رہے ہیں satellite کے through کر رہے ہیں اور satellite کے through کرنے میں جب human involve نہیں ہونگے تو اُس سے transparency confirm ہو جائے گی اور دوسرا یہ جو کرپشن کا راستہ ہے وہ رُکے گا اگر کہیں ہے تو اِس کو روکنے کے لئے ہم نے LIMS کے ساتھ ایک ایگریمنٹ کیا ہے اور یہ گورنمنٹ کی ایک بہت بڑی success story ہے کہ 78 years میں جو کام نہیں ہوا وہ 3 years میں ہو رہا ہے۔۔ ۔(ڈیسک بجائے گئے) اور ہم آپ کو اس پر complete بریفنگ دینے کے لئے تیار ہیں next week رکھ لیں جب آپ کے پاس وقت ہو ہمارے پاس تو وقت ہی وقت ہے ہم اگلے ہفتہ اِنشاءاللہ وتعالیٰ آپ کو بلا لیں گے we will sit آپ کے جو بھی جیسے مائنز اینڈ منرلز کی بات ہوئی ہم نے consensus build کیا پھر دوستوں نے کہا کہ نہیں اِس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن پر مزید کچھ تحفظات ہیں تو ہمیں ایک draft دیا اپوزیشن کی طرف سے honorable leader of the opposition نے ہم نے اُس draft کو پہلے دن اپنے In-house discussion کی 80,70% وہ پوائنٹس ہیں جس پر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہے اُس پر ہم agreed ہیں۔ کچھ ایسے issues ہیں جن پر ہم اپوزیشن کے ساتھ next week بیٹھ رہے ہیں لیڈر آف دی اپوزیشن سے میں نے request کی ہے وہ مجھے ٹائم دے دیں گے اور جو لوگ کورٹ میں گئے ہیں اُن کو بھی ہم invitation بھیج رہے ہیں جو پارلیمنٹ کے اندر نہیں ہیں باوجود اِسکے کہ ایک عجیب سی بات ہے کہ کچھ conversation ایسی ہوتی ہے کہ جو دو colleagues کے درمیان دو ex colleagues کے درمیان ہوتی ہیں for exemple آج صبح میں اخبار پڑھ رہا تھا کہ ایک honorable member ہیں ex member ہیں ایک پارٹی سے اُنکا تعلق ہے شاید سیکرٹری جنرل ہیں خوشحال

خان کی پارٹی کے۔اُنہوں نے کورٹ میں ایک میری اور اُن کی conversation ہے وہ کمیشن میں وہ اُوپن کورٹ میں سنائی ہے کہ میں نے میسج کیا ہے تو اب میسج اگر ignore ہوتا ہے آنریبل ممبرز کا بھی کبھی کبھار ignore ہو جاتا ہے اور خاص طور پر when you are in a fighting zone اور ایک situation بلوچستان میں create ہوئی ہے تو اُس کو جا کے کورٹ میں پیش کر دیا گیا تو اِس طرح کی private conversation اُن کو اگر کورٹ میں جا کے پیش کرنا عجیب ہم نے ماحول بنائے ہوئے ہیں۔ٹرین بن گئی ہے آپ mass transit train پہلی mass transit train ہے بلوچستان کی پورا کوئٹہ اُس سے خوش ہے۔لوگوں میں ایک positivity آ رہی ہے اور کوئٹہ کے لوگ کیا کر رہے ہیں؟ کوئی اُس کے صوفے پھاڑ رہا ہے کوئی اُس کے شیشے توڑ رہا ہے کوئی اُس کے ساتھ مطلب imagine کریں کہ میڈم اسپیکر! یہ august hall سارے سُن رہے ہیں ہم سب کی ذمہ داری ہے خاص طور پر کوئٹہ کے جو MPAs ہیں اُن کی ذمہ داری ہے کہ اپنے constituents کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ یہ کیا ہے؟ it is for home, it is for the people یہ اور لوگوں کا benefit ہے اِس پر میں نے یا آپ نے honourable ممبرز شاید ہی کبھی ٹریول کریں میرا خیال ہے نہیں کریں گے لوگوں نے صبح کچلاک سے نکلنا ہے سریاب جانا ہے سریاب سے نکلنا ہے سیکرٹریٹ آنا ہے تو لوگوں کے لیے جو benefit ہے اُن لوگوں کے assets ہیں تو اُن کا اپنا asset ہے اگر اپنے asset کے ساتھ یہ کام کریں گے تو گورنمنٹ discourage ہوگی ہم تو حالانکہ بالکل discourage نہیں ہوں گے دوبارہ اِس ٹرین کو بنائیں گے ایک دفعہ پتھراؤ کریں گے تو گرفتاریاں بھی کریں گے سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے ہیں ایک دفعہ تو warn کریں گے لیکن اگلی دفعہ گورنمنٹ نے strict action بھی لینا ہے اُس کے against یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے assests کو بچائیں لیکن لوگوں کی بھی تو کچھ ذمہ داریاں ہیں لوگوں کو بھی تو awareness دینی ہے تو مائنز اینڈ منرلز پر بھی ہم انشاءاللہ next week بیٹھیں گے جنگلات پر بھی بیٹھیں گے میرا پہلے دن سے یہ point of view ہے کہ یہ جو august hall ہے یہ بلوچستان کا نمائندہ ہال ہے اِس پر بلوچستان کی تمام نمائندگی ہے تو بلوچستان کے لوگوں کے جتنے بڑے issues ہیں ہر چیز میں consensus build ہو نہ ہو consensus built چند پوائنٹس پر نہیں ہو سکے گا تو we are in the majority so this is our authority کہ ہم جب majority میں ہیں تو ہم اُس کو easily pass کر سکتے ہیں لیکن ہماری کوشش ہوگی کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کے چلیں بلوچستان کے حالات اِس چیز کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ اپوزیشن کو ساتھ لے کے نہ چلا جائے۔تو ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کے چلیں گے چاہے وہ مائنز اینڈ منرلز کا issue ہو چاہے وہ جنگلات کا issue ہو چاہے کوئی اور issue ہو چاہے وہ بلوچستان سے related جو بھی issue

ہوگا وہ اپوزیشن کے بغیر نہیں ہوگا۔ ہم اپوزیشن کو onboard رکھیں گے consensus build نہیں ہوا تو پھر ہماری مجبوری ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ٹھیک ہے یہ اتھارٹی ایگزیکٹو کے پاس ہے تو ایگزیکٹو اپنی اتھارٹی کو exercise کریگا۔ پہلے ہماری کوشش ہوگی کہ ہر معاملہ میں consensus ہو یہ جنگلات والے معاملے میں آپ بیٹھ جائیں گے ڈاکٹر صاحب! آپ تمام ممبرز کو لے کر آئیں ہماری طرف سے ہمارا سٹاف بیٹھا ہوا ہے وہ نوٹ کر رہا ہے وہ next week ٹائم رکھے گا اُس میں ہمارے جنگلات ڈیپارٹمنٹ، چیف سیکرٹری صاحب اور MBR کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اُس کے honorable منسٹر یہاں تشریف رکھتے ہیں سینئر MBR آئے گا تمام ہال کو بریف کریگا جہاں consensus build ہوگا جہاں ہماری غلطی ہوگی یہی تو اپوزیشن کا کمال ہے کہ ہماری course correction کر رہی ہے اور اگر ہم غلط جا رہے ہیں آپ نے ہماری ٹھیک نشاندہی کی ہے ہم ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائیں گے U-turn لینے میں کیونکہ ابلیس نے U-turn نہیں لیا باقی تو اِنسان U-turn لیتے ہیں ابلیس نے U-turn نہیں لیا تو ابلیس ٹھہرا۔ ہم جوں توں U-turn لیں گے اپنی غلطی کا احساس کریں گے اس کی معافی مانگیں گے اور آگے بڑھیں گے اور چاہے آپ ہمیں جتنی مرتبہ کہیں کہ معافی کا تقدس ختم معافی کا تقدس تو کبھی ختم نہیں ہوسکتا آپ اخبارات میں بیانات دیتے رہیں مجھ سے جب غلطی ہوگی میرا کوئی ممبر تکلیف میں ہوگا میں تو اس سے 100 دفعہ معافی مانگوں گا۔ کوئی میرا ممبر چاہے اپوزیشن سے ہو چاہے حکومت سے ہو اُس کو تکلیف پہنچے گی میں تو معافی مانگوں گا اور میرے پاس option کیا ہے کہ میں جا کے اُس کا گریبان پکڑ لوں؟ آپ اخبارات میں میرے خلاف دیتے رہیں کہ جی معافی کی تو وہ کبھی ختم نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالی نے توبہ کے دروازے کھلے رکھے ہیں۔ تو توبہ کے دروازے جب کھلے ہیں تو ہم تو اپنے ممبر کی جو دِل ازاری ہوگی تو میں 100 دفعہ معافی مانگنے کو تیار ہوں گا آپ اخبارات میں جو مرضی دے دیں اگر میری وحشت سے تیری شہرت صحیح اگر میری مخالفت سے تمہاری شہرت ہو رہی ہے تو سو بسم اللہ کرتے رہیں میں تو اُس سے بھی encourage ہوتا ہوں تو میں اس پر encourage ہوتا ہوں میں اپوزیشن کو ہمیشہ ساتھ لے کے چلوں گا اور اگر اپوزیشن کو کوئی یہ طعنہ دیتا ہے جس طرح بجٹ کے دوران ہوا، such a big achievement کہ چاروں صوبائی اسمبلیوں میں وہ شور شرابہ گالم گلوچ یہ ہماری روایت نہیں رہی ڈاکٹر صاحب! آج ہم حکومت میں ہیں کل ہم اپوزیشن میں ہوں گے آپ حکومت میں ہوں گے۔ یہ تو چلتا رہے گا ہمارے chances کم ہیں اپوزیشن میں آنے کی کیونکہ ہماری politics ایسی ہے اور آپ کے اپوزیشن میں رہنے کے chances زیادہ ہیں کیونکہ میں اِن سے کہہ رہا ہوں کہ اور اِن کو reason پتہ ہے تو لہٰذا یہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کے چلیں گے اور اپوزیشن کے positive role کو اگر کوئی تنقید کا نشانہ بناتا ہے میں سمجھتا ہوں وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے۔ یہی اپوزیشن کا رول ہے ابھی

ڈاکٹر صاحب نے اُٹھ کے ایک issue کی طرف نشاندہی کی اپوزیشن نے مائنز اینڈ منرلز کی نشاندہی کی ہم consensus build کرنے کی کوشش کریں گے اِنشا اللہ تعالی ہر معاملہ میں آپ کو on board رکھیں گے اور on board رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ کیونکہ آپ لوگوں کے elected representatives ہیں کیا گناہ کیا ہے اُس constituent نے آپ کے کہ جس نے آپ کو ووٹ دیا ہے؟ اُس نے تو کوئی گناہ نہیں کیا اُس نے اپنی will اپنی choice سے آپ کو ووٹ دیا ہے اور آپ اپوزیشن کا role play کر رہے ہیں تو کیا اُس کا جو right ہے اُس کو ختم کر دیا جائے؟ not at all ہم اُس کے right کو ختم نہیں کریں گے ہم آپ کو ہر معاملے میں ساتھ لے کے چلنے کی کوشش کریں گے difference of opinion بھی ہوسکتا ہے آپ کا اپنا ایک point of view ہے ہمارا اپنا ایک point of view ہے ہم آپ کے point of view کا احترام کرتے رہیں گے آپ ہمارے point of view کا احترام کریں نہ کریں that is your choice اِس سے پہلے تو کرتے آئے ہیں point of view کا احترام، اختلاف رہ سکتا ہے اختلاف ہوسکتا ہے وہ اختلاف اپنی جگہ پر رہے گا وہ شاید مرتے دم تک رہے آپ کا اپنا ایک point of view ہے ہمارا اپنا ایک point of view ہے لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گالم گلوچ اسمبلی میں ہو۔ یہ نہیں ہونے دوں گا میں۔ جب تک میں بیٹھا ہوں اِس اسمبلی میں یہ نہیں ہوسکتا کہ لوگ ایک دوسرے کا گریبان پکڑیں لوگ ایک دوسرے کو گملے مارنا شروع کر دیں دروازے توڑنا شروع کر دیں یہ نہیں ہوسکتا انشاء اللہ تعالیٰ۔ consensus build نہ ہونا یہ بھی جمہوریت کا ایک خوبصورت حسن ہے ضروری نہیں ہے سارے لوگ وہ ایک page پر آ جائیں یہ نہیں ہوسکتا ہر ایک کا اپنا mindset ہے اور میں ڈاکٹر صاحب انشاء اللہ تعالی اس پر میٹنگ کریں گے اور آپ کو ساتھ لے کے چلیں گے thank you میڈم اسپیکر!

میڈم ڈپٹی اسپیکر: leader of the house۔thank you نے پوری detail میں ساری باتیں کر لیں اور اِس وقت میں wind-up کر رہی ہوں اس پر بہت debate ہو چکی ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 12 اکتوبر 2026ء بوقت سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆